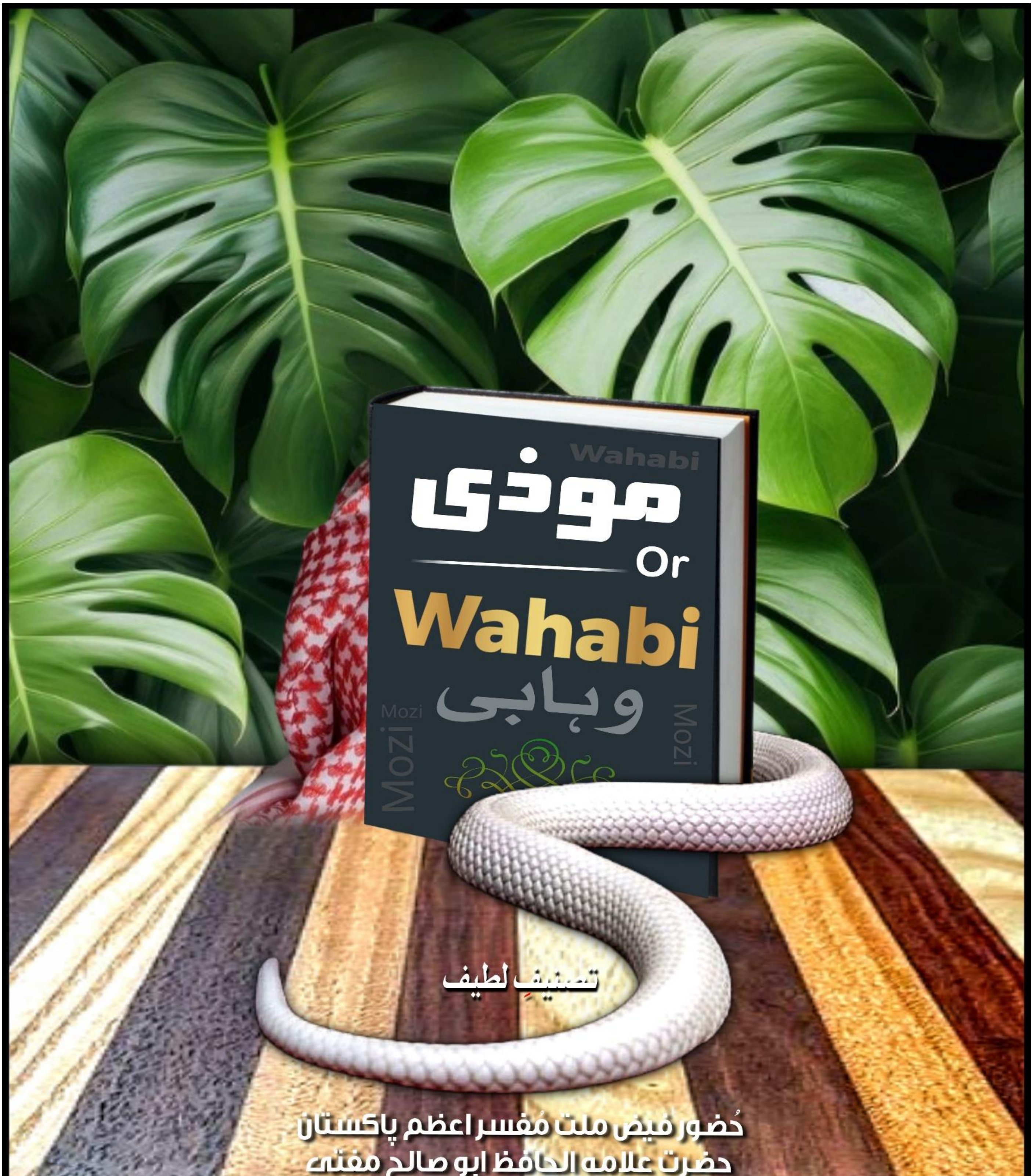


موذی Or Wahabi وہابی

Mozi

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

دورِ حاضرہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور اَہلِ بیتِ عِظام اور اَولیاء و عُلماء کا ادب دلوں سے اُٹھتا جارہا ہے۔ فقیر درندوں اور مُوذِی (نقصان دہ) جانوروں اور پرندوں کے حالات پر مشتمل یہ کتابچہ (رسالہ) پیش کررہا ہے تاکہ اَہلِشہور (اہل فہم) کو نبوّت وولایت کا ادب نصیب ہو۔

اب تعظیمِ اَنبیاء واَولیاء فرض ہے اُن کے حق میں بے ادبی وگستاخی کُفر اور خطرناک فعل (کام) ہے۔ فقیر نے اِس موضوع پر تین کتابیں لکھی ہیں اور بارہا (کئی بار) شائع ہو چکی ہیں۔

(۱) باادب بانصیب

(۲) بے ادب بے نصیب

(۳) گستاخوں کا انجامِ بد۔ (دو جلد)

قرآنِ مجید میں خداوند تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کی گستاخی وبے ادبی کا نتیجہ خَبطِ اَعمال (اعمال کا ضائع ہونا بیان) فرمایا جو سب سے بڑی سزا قرار دی جاچکی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنی آواز پَست (ہلکی) کرنے والوں یعنی ادب ونیاز مَندی سے حاضر ہونے والوں کو مُتّقی اور مستحقِ اَجرِ عظیم قرار دیا بلکہ قرآنِ مجید میں معمولی سی بے ادبی کرنے والوں کو جاہل کہا گیا چنانچہ بنی تمیم کا ایک وَفد (گروہ) بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اُنہوں نے باہر سے ہی عرب کے دَستور (رواج) کے مطابق یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ اِس پر خداوندِ کریم نے ایسے پکارنے والوں کو جاہل اور کم عقل فرمایا۔ اِس نزاکت کو صحابہ جانتے تھے چنانچہ ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بلند تھی۔ آیات کے نُزول کے بعد اپنے گھر بیٹھ گئے اور خوفِ خدا سے اُن کی حالت بدل گئی۔ حضوراکرم ﷺ اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مجھے اپنی ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو گیا میری آواز بلند ہے۔ خداوندِ کریم نے بلند آواز سے حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بولنے سے منع فرمادیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تو اِس پر راضی نہیں کہ اچھی زندگی گزار کر اللہ کے راستہ میں شہید ہو کر جنّت میں داخل ہو جائے؟

اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتوی: شفاء قاضی عیاض میں ہے کہ

وَاعْلَمْ أَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَتَوْقِيرَهُ وَتَعْظِيمَهُ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهِ وَذَلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم وذكر حَدِيثِهِ وَسُنَّتِهِ وَسَمَاعِ اسْمِهِ وَسِيرَتِهِ وَمُعَامَلَةِ آلِهِ وَعِتْرَتِهِ وَتَعْظِيمِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَصَحَابَتِهِ قَالَ أَبُو إبراهيم

التّجِيبيُّ وَاجِبٌ عَلَى كُلّ مُؤْمِن مَتَى ذَكَرَهُ أَوْ ذُكِرَ عِنْدَهُ أنْ يَخْضَعَ وَيَخْشَعَ ويتوقر [1]

یعنی : جان لو نبی ﷺ کی عزّت و حُرمت تَوقیر و تعظیم وفات کے بعد ایسی ہی لازم ہے جیسے حَیات (زندگی) میں تھی اور یہ حضور ﷺ کی حدیث، اِسمِ مبارک، سیرت کا ذکر سنتے وقت حضور ﷺ کی آل و عزّت و اَہلِ بیت و صحابہ کے ساتھ معاملہ کرنے میں واجب ہے۔ ہر مومن پر جبکہ ذکر کرے یا ذکر کیا جائے اُس کے پاس عاجزی کرے اور ڈرے اور عزّت کرے۔

قرآن کافیصلہ: قرآن مجید کی سورۂ حجرات کی آیات ملاحظہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (1) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (2) اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (3) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (4) (پارہ ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۲ تا ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اُس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چِلاّ کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلاّتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اَکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پَست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پَرکھ لیا ہے اُن کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے بیشک وہ جو تمہیں حُجروں (کمروں) کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔

فائدہ: اِرشاد ہوا مجلس میں کوئی کچھ پوچھے تو نبی ﷺ کی رائے دیکھو تم اپنی عقل سے پہلے جواب نہ دو۔ ہر بات میں اللہ ورسول ﷺ کی تابعداری (پیروی) کرو۔ نبی ﷺ سے کلام و فعل میں سَبقت (جلدی) کرنے کی بے ادبی سے بچو اور اللہ سے ڈرو۔ وہ تمہارے کلام کو سننے والا اور تمہارے اَعمال سے واقف ہے۔ اپنی آواز کو نبی اکرم ﷺ سے بلند نہ کرو اور آپس میں جیسے ایک دوسرے کا نام لے کر بے تکلفی سے پکارا جاتا ہے ایسا پکارنے سے بچو۔ کلام میں سَبقت نہ کرو، خطاب میں سختی نہ کرو، نام لے کر نہ پکارو بلکہ عزّت و تعظیم سے نام لو۔ بعض مُفَسّرین کے نزدیک اِس سے مراد یہ ہے کہ سوائے سوال کرنے کے اور کوئی کلام نہ کیا جائے۔ اِس مختصر تمہید کے بعد جانوروں کے حالات پڑھیے تاکہ کم از کم جانوروں کی طرح تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشق و محبت اور ادب نصیب ہو۔

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بَاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

---

[1] (الشفا بتعریف حقوق المصطفى، الْبَابِ الثالث، فصل وَاعْلَمْ أَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَتَوْقِيرَهُ وَتَعْظِيمَهُ لازِمٌ، 40/2، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1409هـ 1988م)

بھیڑیا: ایک خطرناک جانور ہے لیکن رسولِ اکرم ﷺ اور اَولیاء کا نیاز مَند (چاہنے والا) ہے اِس پر چند شَواہِد عرض کرنے سے پہلے اِس کی قسمیں سمجھ لیں۔

شیر، ہاتھی، کتے، بلّی اور مرغیوں کی طرح بھیڑیے کی کہانیاں بھی بہت مشہور ہیں۔ بھیڑیا بہت سی کہانیوں کا ایک ایسا ظالم ہیرو ہے جو یا تو بچوں کو تنگ کرتا ہے یا پھر کسی اور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اِس کے بارے میں یہ قصّے کہانیاں اِس طرح مشہور ہیں کہ یہ واقعی ظالم اور خطرناک جانور ہے جو کمزوروں پر حملہ کرنے سے باز نہیں آتا۔ اِسی ظالم جانور کے بارے میں ہم آپ سے دو چار باتیں کریں گے۔ بھیڑیا کتے کی نسل سے تعلق رکھتا ہے مگر جنگل کی فضا میں آزاد رہنے اور تَفَکُّرات (سوچ بچار) سے آزاد ہونے کی وجہ سے اِس کا قد کتے سے بڑھ جاتا ہے۔ بعض علاقوں میں اِس کی نسلیں ایک چھوٹے موٹے شیر کے برابر بھی ہوتی ہے چنانچہ اُن علاقوں میں سات سات فٹ کے بھیڑیے پائے جاتے ہیں۔ نر بھیڑیے مادہ بھیڑیوں کی بہ نسبت قد میں بڑے ہوتے ہیں۔

اُن کی کھال پر بُھورے، سُرخ اور سیاہ رنگ کے مُلائم مگر گھنے بال ہوتے ہیں بَسا اوقات بالکل سفید بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ کتے کے مقابلے میں بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اُس کا سر چوڑا، بازو پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ٹانگیں مضبوط اور چھاتی گہری مگر تنگ ہوتی ہے۔

بھارت، افریقہ اور میکسیکو (Mexico) سے جُنوبی علاقوں کی طرف بکثرت پایا جاتا ہے۔ ایک زمانے میں یورپ، ایشیا اور امریکہ میں سرمئی رنگ کے بھیڑیے بکثرت ملتے تھے بعد میں یہ نسلیں مٹنا شروع ہو گئیں تاہم اِس وقت بھی الاسکا (Alaska)، کینیڈا (Canada) اور بعض دوسری ریاستوں میں سُرمئی بھیڑیے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

بھیڑیے کی تمام نسلیں خونخوار ہیں اور چھوٹے بچوں کو ہلاک کر کے اپنا پیٹ پالتی ہیں۔ عموماً خرگوش اور چوہے وغیرہ اُس کا نشانہ بنتے ہیں۔ جنگل کے بادشاہ یعنی شیر کا چھوڑا ہوا پُرانا اور گلا سڑا گوشت کھانے سے بھی دَریغ نہیں کرتا یعنی بہت ہی بھوکا اور مجبور ہو تو انسان پر بھی حملہ کر دیتا ہے اور پھر ظالم اتنا ہے کہ اپنی ہی نسل کے کمزور اور بوڑھے بھیڑیے بھی چَٹ کر جاتا ہے۔

دسمبر سے اپریل کے دوران اُس کی اَفزائشِ نسل (نسل کی بڑھوتری) ہوتی ہے۔ ٦٣ دن کے بعد ۴ سے ١۴ تک بچے پیدا ہوتے ہیں اِس دوران مادہ بھیڑیے لومڑی جانور کے گھر میں رہتی ہے اگر ضرورت محسوس ہو تو اُس گھر کو بڑا بھی کر لیتی ہے عموماً یہ پانی کے کنارے اور چٹانی علاقوں میں رہائش رکھتے ہیں۔

امریکہ میں اُس کی ایک سُرخ نسل پائی جاتی ہے کبھی کبھی سُرخ سیاہی مائل بھیڑیے بھی دیکھنے میں آتے ہیں اُن کی شکل و صورت ایک اور بھیڑیے کی نسل یعنی کایوٹ (Coyote Wolf) سے ملتی جلتی ہے۔ یہ تنہا شکار کرتے ہیں اُس نسل کے بھیڑیے عموماً چٹانوں کے اِرد گرد اپنا گھر بناتے ہیں۔

علمِ غیب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری اُس سے چُھڑا لی۔ پس بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور کتے کی طرح اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا اور اپنی دُم کو اپنے پاؤں کے درمیان کر لیا اور بولا میں نے رزق کا قصد (ارادہ) کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا اور میں نے اُسے لے لیا پھر تو نے اُسے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کسی دن بھیڑیے کو کلام (بات) کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اِس سے عجیب تر اُس شخص (حضور ﷺ) کا

حال ہے جو نخلستان میں دو حَرّہ کے درمیان یعنی مدینہ پاک میں تمہیں خبر دیتاہے جو گزر چکا ہے اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اور لوگ اُس اُمّی لقب نبی ﷺ کا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ چرواہا یہودی تھا اُس نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس واقعہ کی خبر دی۔ [2]

فائدہ: بھیڑیے نے حضور اکرم ﷺ کے علم ماکان ومایکون [3] کا اعلان کیا جسے حدیثِ صحیح میں بیان کیا گیا ہے اِس سے سمجھیں بھیڑیا بھی اپنے نبی ﷺ کا علمِ غیب مانے اور اُمّتی انکار کرے وہ اُمّتی کیسا ہوا۔

بھیڑیے کی غلامی: حضرت ابو سَعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا حَرّہ میں بکریاں چرا رہا تھا۔ ناگاہ (اچانک) ایک بھیڑیا اُس کی بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑنے آیا۔ چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر کتے کی طرح بیٹھ گیا۔ پھر چرواہے سے بولا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ میرے رزق کے درمیان جو اللہ نے میرے قابو میں کر دیا ہے حائل ہوتا ہے؟ چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسان کی طرح کلام کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا دیکھو! میں تجھے اِس سے بھی عجیب بات بتاتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے دو حَرّہ (سنگلاخ زمینوں) کے درمیان (مدینہ میں) لوگوں سے گذشتہ اُمّتوں کے حال بیان فرما رہے ہیں۔ [4] پس چرواہے نے بکریاں ہانک لیں۔ یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ میں آیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑیے کا قصّہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ ہے دیکھو درندوں کا انسان سے کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ درندے انسان سے کلام کریں گے اور انسان سے اُس کے جوتے کا تسمہ اور اُس کے کوڑے کا سرا کلام کرے گا اور انسان کو اُس کی ران خبر دے گی جو اس کی بیوی نے اُس کی غیر حاضری میں کیا۔ [5]

بھیڑیے کو اجازت: حضرت حمزہ بن اُسیّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں نکلے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تم سے اپنا حصّہ طلب کرتا ہے اِس کے لئے کچھ مُقرّر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر اُونٹ پر ہر سال ایک بکری۔ اُنہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بہت ہے۔ آپ ﷺ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے جلدی چل دو بھیڑیا یہ سُن کر چلا گیا۔ [6]

(رواہ ابو نعیم والبیہقی خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۶۳)

---

[2] (مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِلِ وَالشَّمَائِلِ، بَاب فِي المعجزات، 1666/2، الحديث 5927، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

[3] جسے علم غیب کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

[4] اور وہ اس امی لقب نبی کا یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔

[5] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، 315/18، الحديث 11792، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[6] (دلائل النبوة، جماع أبواب مغازي، باب ما جاء في مجيء الذئب مجلس النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلب شيئا، 40/6، الحديث 11792، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى 1408 هـ 1988 م)

فائدہ: بھیڑیا حضورِ اکرم ﷺ سے گویا اجازت چاہتا تھا کہ حلال خوری نصیب ہو۔ آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد گویا اجازت بخش دی کہ وہ بقدرِ ضرورت لوگوں کے جانوروں سے اپنا حصّہ لے جایا کرے۔

بھیڑیوں کا قاصد بارگاہِ رسول ﷺ میں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے دُم ہلانے لگا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا:

هذا وافد الذئاب، جاء يسألكم أن تجعلوا له من أموالكم شيئا[7]

(دلائل النبوة للبيهقي. جماع أبواب غزوة تبوك. باب ما جاء في مجيء الذئب مجلس النبي. الجزء ٦، الصفحة ١٧١. الحديث ٢٢٨٧)

یعنی: یہ بھیڑیوں کا قاصِد (ایلچی) ہے اِس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اَموال (مال) سے اُن کا حصّہ مُقرّر کر دو۔

امام ابو نُعیم عبد اللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربارِ رسالت میں حاضر تھے۔ ناگاہ (اچانک) ایک بھیڑیا آیا اور حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کا قاصِد ہے اگر تم پسند کرو تو اپنے اَموال سے اِن کا حصّہ مُقرّر کر دو تاکہ پھر کسی جانور کا شکار نہ کریں اور اگر تم چاہو تو یوں ہی رہنے دو جس پر اُن کا قابو چلے وہی اُن جنگلی درندوں کا رزق ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:

قالوا يا رسول الله ما تطيب أنفسنا له بشيء فأومى إليه النبي صلى الله عليه وسلم بأصابعه الثلاث أي خالسهم فولى وله عسلان.[8]

یعنی: حضور ﷺ ہمارا دل یہ گوارا (پسند) نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لئے حصّہ مُقرّر کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ نے تین انگلیوں سے بھیڑیے کو اشارہ کیا وہ چلا گیا۔

فائدہ: اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصّہ مُقرّر فرما دیتے تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے مگر صحابہ نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اُن درندوں کا حصہ مُقرّر کر دیا جائے۔ اِس لئے حضور ﷺ نے جنگلی درندوں کو اِجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے شکار کر لو۔

سو بھیڑیے: حدیث شریف میں ہے کہ صبح کی نماز کے بعد دیکھا گیا کہ سو (۱۰۰) بھیڑیے اپنی دُموں پر بیٹھے ہوئے ہیں حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیوں کے سَفیر ہیں۔ اے میرے صحابہ! کیا تم اِنہیں کھانے کے لئے کچھ دے سکتے ہو تاکہ باقی تمہارا مال بحفاظت رہے؟ عرض کی گئی کہ ہم خود محتاج ہیں۔

---

(7) (دلائل النبوة. جماع أبواب مغازي. باب ما جاء في مجيء الذئب مجلس النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلب شيئا. 39/6. دار الكتب العلمية. دار الريان للتراث. الطبعة: الأولى 1408 هـ 1988 م)

(8) (الخصائص الكبرى. ذكر معجزاته في ضروب الحيوانات. 104/2. دار الكتب العلمية)

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اِن کو اجازت دے دو سب نے اجازت دی وہ چیختے پکارتے چلے گئے۔[9] (الخصائص کبریٰ، جلد ۲)

فائدہ: بھیڑیوں کی رسول اللہ ﷺ سے نیاز مندی کے علاوہ آپ ﷺ کے علم واِختیار پر غور کیجئے کہ آپ ﷺ اُن کے نام بھی جانتے ہیں اور کام بھی۔ نام تو اِس لئے کہ اُسی "خصائص، جلد2" میں ہے کہ ایک بھیڑیا اِس کام کے لئے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اُس کا نام اُویس ہے۔[10]

علم غیب: بھیڑیوں کے واقعات میں یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں صرف آکر بیٹھ جاتے باقی اُن کا مقصد و حالات آپ ﷺ خود بتاتے۔ جنہیں صحابیوں نے سُن کر سرِ تسلیم خَم کیا(راضی برضا ہوئے) کہ آپ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے اور سچ ہے اور وہابیوں نے تاحال نہ مانا بلکہ ایسے کمالات کے ماننے پر فتوائے کُفر وشرک۔

تَصَرُّف واختیار: حضور اکرم ﷺ نے بھیڑیوں کی درخواست سُن کر اُن کا مقصد خود فرمایا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مِن جانبِ اللہ ماذون(اجازت یافتہ) و مُختار ہیں۔

بھیڑیوں کا شکریہ: بھیڑیوں کا شور کرنا شکریہ کے طور پر تھا اور اِظہارِ مُسرَّت وفرحَت(خوشی کے اظہار کے طور پر)۔

یوسف علیہ السلام کا بھیڑیا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو کہا: اے عزیز ومیر انورِ چشم کہاں ہے؟ سب نے کہا کہ ہم یوسف علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے اُن کو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پھر بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو روئیل نے آکر کہا کہ اے پدر(والد)! خدا آپ کو یوسف کی طرف سے صبر جمیل دے۔ جب پیَراہن(لباس) خون آلودہ یوسف علیہ السلام کا طلب کیا اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ عَجب(انوکھا) بھیڑیا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو کھایا اور اُس کے پیراہن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ جاؤ اور بھیڑیے کو تلاش کرکے لاؤ۔ بھائی جنگل کو گئے اور ایک بھیڑیا اُس کا منہ خون سے آلودہ کرکے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے لائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو مخاطب کرکے کہا کہ تو نے ہی میرے دِلبند(فرزند) کو کھایا ہے۔ بھیڑیے نے زبانِ فَصیح سے کہا: یَا نَبِیَّ اللّٰہ (پناہ خدا کی) مجھ سے یہ فعل(کام) صادر ہوا ہو۔ ہماری مجال نہیں کہ تمہاری بکریوں میں تَصرُّف کریں۔ آپ علیہ السلام کے فرزندِ عَزیز کا کیونکر قصد کریںگے ہم پر تو گوشتِ پیغمبر حرام ہے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا کہ تمہارے نفسِ اَمّارہ نے یہ کام کیا ہے۔[11] (قصص الانبیاء)

حرم کا ادب: حضرت سُفیان بن حرب اور صَفوان بن اُمیّہ سے بھی ایک روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک ہرن کا پیچھا کر رہا تھا۔ جب ہرن حُدودِ حرم میں داخل ہوگیا تو بھیڑیا لوٹ گیا لوگ اِس پر تعجب کرنے لگے۔ اِس پر بھیڑیے نے کہا کہ اِس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ مدینہ منّورہ میں محمد ﷺ بن عبد اللہ نبی

---

[9] (الخصائص الکبری، ذکر معجزاته في ضروب الحیوانات، 105/2، دار الکتب العلمیة)

[10] (الخصائص الکبری، ذکر معجزاته في ضروب الحیوانات، 105/2، دار الکتب العلمیة)

[11] (قصص الأنبياء للكسائي، حديث يوسف، 159/1، طبع في مدينة ليدن المحروسة بمطبعة بريل سنة ١٩٢٢)

آخر الزمان تم کو جنّت کی طرف بلاتے ہیں اور تم لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچتے ہو۔ابو جہل اور اس کے ساتھیوں سے بھی اس کی مانند لوگ حکایت کرتے ہیں۔[12](مدارج النبوة، جلد ا، صفحہ ۳۴۴)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: بھیڑیا شکار کے وقت آپے سے باہر ہو جاتا ہے اُسے بھوک نے ستایا ہوا ہوتا ہے۔اِسی لئے اُس کے آگے جو بھی حائل ہو اُسے چیر پھاڑ تا ہے لیکن اب اُس کے سامنے شکار وہ بھی ہرن اِس کا اندازہ لگائیے کہ وہ اُس کی طلب میں کتنا اور کیسے اندھا ہو چکا ہو گا۔ لیکن حَرم کے ادب سے اُس نے اپنی شرارت کو روک لیا۔ یہ بھیڑیا ہے جسے حرمِ مکّہ کا اتنا ادب ہے کہ انتہائی خواہش کو دبا دیا لیکن وہابی کے متعلق کیا عرض کروں کہ اُسے صاحبِ حرم نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ادب واحترام نہیں بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ادب واحترام کے اکثر اُمور کو شرک وبدعت کا نشانہ بناتا ہے۔

نوٹ: یہ صرف چند نمونے (مثالیں) عرض کئے ہیں۔ بھیڑیوں کے مزید واقعات فقیر کی تصنیف "شرح خصائص کبریٰ" کا مطالعہ فرمائیے۔

دانیال علیہ السلام اور شیر: حضرت مُحدّث ابن السنی نے اپنی تصنیف میں لکھا: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَافَ السِّبَاعَ (یعنی یہ باب ہے اُس دعا کے بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے۔)[13] اِمام عارف باللہ فقیہ مُحدّث کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب" حیاۃ الحیوان الکبریٰ" میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا ، شعب الایمان، بیہقیی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے ۔بادشاہ کے خوف سے [14] کہ اِس سال لڑکا پیدا ہو گا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اِس وجہ سے وہ خبیث اُس سال کے ہر پیدا ہونے والے بچے کو قتل کر رہا تھا ۔اُس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا۔ شیر اور شیرنی اُن کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے.بُختِ نُصَر نے دو بھوکے شیر ایک کنوئیں میں ڈال کر اُن پر حضرت دانیال علیہ السلام کو ڈلوا دیا۔ شیر اُن کو دیکھ کر (پالتو کتے کی طرح) دُم ہلانے لگے۔[15] (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی)

فوائد: یہ حدیث لکھ کر اِمام دمیری نے فرمایا جب کہ دانیال علیہ السلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُوہائی دینے (ان سے فریاد کرنے) اُن کی پناہ مانگنے کو شیروں کے لئے قابو کرنے والا، شَر کا دَفع (دور) کرنے والا ثابت کیا کہ دُوہائی بزرگوں کی اسلامی عمل ہے شرک کہنا بے دینی ہے۔

(۲) محبوبانِ خدا کے نام کا تعویذ کرنا شرعاً عین مراد ہے بلکہ ہمارے عُلماء کرام نے اِس سے اِستِنبَاط (نتیجہ اخذ) فرمایا کہ اگر دانیال علیہ السلام کے نام کی برکت سے دُکھ درد ٹلتا ہے تو ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زیادہ اہمیّت رکھتے ہیں۔

شیروں کی نِیاز مَندی: شیخ جلال الدین کے سامنے ایک شیر گزرا۔ آپ اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ فرمایا کہ شیر سے میرا کیا کام وہ شیر بھاگتا ہوا جنگل کو دوڑا جہاں قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جھونپڑا تھا۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی وہاں جانا تھا لیکن دیکھتے ہیں کہ چار شیر اور بھی قلندر

---

[12] (مدارج النبوّت، حیوانات کا کلام اور اطاعت بجالانا، 1/251، شبیر برادرز لاہور، سن اشاعت 2004ء)

[13] (عمل اليوم والليلة. بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَافَ السِّبَاعَ. 308/1. الحديث 347. دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن جدة/بيروت)

[14] جسے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی۔

[15] (حياة الحيوان الكبرى. باب الهمزة الأسد. 14/1. دار الكتب العلمية. بيروت. الطبعة: الثانية. 1424 هـ)

کے جھونپڑے کی طرف جارہے ہیں۔ اِس سے شیخ کو دہشت ہوئی تو قلندر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خود آگے اِستقبال کو آئے فرمایا: آؤ آج میں تمہیں شیروں کا تماشا دکھاؤں۔ شیخ صاحب کو جھونپڑے میں لے گئے اور فرمایا دیکھو شیر کیا کررہے ہیں دیکھا تو وہ اُس میں کھیل رہے ہیں جب اُن کی نگاہ دونوں بزرگوں پر پڑی تو بھاگ کر قدموں میں گر گئے۔

بخار کا علاج: ایک مُحدّث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بخار ہوا تو اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خبر ہوئی تو یہ تعویذ لکھ کر مجھے بھیجا:

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ، وَبِاللَّهِ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، {قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ} [الأنبياء: 69]، {وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ} [الأنبياء: 70]،"[16] (زادُ المَعَاد، باب الاختلاف فی حکم التمائم)

یعنی: اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی ہو اور سلامتی والی ہو جا۔

فوائد: (۱) تعویذ لکھنا اور اُس سے شفاء کی اُمید رکھنا قدیمی (پرانا) طریقہ ہے۔

(۲) اللہ تعالٰی نے مُتَبَرِّک کلمات (بابرکت کلمات) میں شفاء رکھی ہے۔

(۳) مُحدّثین کے نزدیک یہ عمل جائز ہے۔

خوفناک وادی سے پناہ کا طریقہ: حضرت امام ابو بکر بن السنی تِلمیذ (شاگردِ رشید) امام نسائی نے کتاب "عمل الیوم و للیلۃ" میں عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا:

إِذَا كُنْتَ بِوَادٍ تَخَافُ فِيهَا السِّبَاعَ، فَقُلْ: أَعُوذُ بِدَانْيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ[17] (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی)

یعنی: جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو کہہ "میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ السلام اور اُن کے کنوئیں کی برکت سے شیر کے شر سے۔"

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کے اَسماءِ گرامی سُن کر شیر سر جُھکاتے اور نیاز مَندی کرتے ہیں۔ اُن کے اَسمائے مبارکہ کی برکت سے بیماریاں دور ہوتی ہیں لیکن انسان جو اسلام کا مُدّعی (دعویدار) ہو کر ایسی برکات کو شرک سے تعبیر کرے اُس جیسا بدبخت اور کون ہوگا؟

دانیال علیہ السلام اور شیر: حضرت اِبنِ عباس، سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم کسی ایسی خوفناک وادی میں ہو جس میں شیروں کا بسیرہ ہو تو مندرجہ ذیل دعا پڑھو: أعوذ بدانيال وبالجب من شر الأسد[18] (حیاۃ الحیوان الکبری)

یعنی: دانیال اور کنوئیں کی برکت سے میں شیر سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

[16] (زاد المعاد، كِتَابٌ لِعُسْرِ الْوِلَادَةِ، 327/4، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: السابعة والعشرون، 1415هـ/1994م)

[17] (عمل اليوم والليلة، بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَافَ السِّبَاعَ، 308/1، الحديث 347، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن جدة/بيروت)

[18] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 13/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

اِس دعا کی برکت سے درندوں اور شیروں سے حفاظت ہو گی۔

فوائد: (۱) شیروں اور درندوں کو بھی انبیاء علیہم السلام اور اَولیاءِ کرام کا ادب اور حیاء ہے جو درندہ نبیوں اور ولیوں کی گستاخی و بے ادبی کو اسلام اور اُن کے آداب اور تعظیم و تکریم کو شرک سے تعبیر کرتا ہے وہ درندوں سے بدتر ہے۔

صَدَقَ اللهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ فِيْ كِتَابِهِ الْكَرِيْمِ "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ" (پارہ۱۰، سورۃ الانفال، آیت۱۰)

ترجمہ: بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کُفر کیا اور ایمان نہیں لاتے۔

(۲) چونکہ دانیال علیہ السلام کو بوقتِ وِلادت اور بعد کو بُختِ نُصَر نے ظلم کئے اور شیروں سے اِیذائیں دینے کا پروگرام بنایا اِسی لئے آپ کو شیروں سے پیار تھا۔ اپنی مہر پر شیروں کی تصویر کُندہ کرائی (نقاشی کروائی) اور شیروں کو تاحال اُن کے اِسمِ گرامی سے عقیدت ہے اور یہی حَیاء کا تقاضا ہے اور ادب یونہی چاہتا ہے۔ اِسی لئے ہم اَہلِ سنّت نسل در نسل اپنے مشائخ و اکابر اَولیاء کی نیازمَندی اور عقیدت سے سرشار ہیں۔ (فَالله الحمد على ذلك)

دانیال علیہ السلام کی قدردانی: اِمام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شعب الایمان" میں نقل کرتے ہیں حضرت دانیال علیہ السلام کو دشمنوں نے کنوئیں میں ڈالا اُن پر درندے پھینکے گئے (تاکہ آپ کو درندے کھاجائیں) درندوں نے جاتے ہی ادب سے دانیال علیہ السلام کو چاٹنا شروع کردیا اور طرح طرح سے خوشامد اور تسلّی بھلی عرض کرنے لگے اُس پر فرشتۂ ایزدی حاضر ہوا اور عرض کی: میں آپ کے پروردگار سے آپ کے لئے کھانا لایا ہوں اُس پر حضرت دانیال علیہ السلام نے حمدِ الٰہی و شکرِ ایزدی پڑھا۔[19] (حیوۃ الحیوان، جلد۱، صفحہ۵)

فائدہ: ایک اور روایت میں ہے کہ بُختِ نُصَر نے دو شیروں کو حضرت دانیال علیہ السلام کے ساتھ بیک وقت کنوئیں میں ڈالے۔ شیر نے بجائے ضَرر رَسانی (تکلیف پہنچانے) کے دانیال علیہ السلام کی خدمت بجالائی حضرت دانیال علیہ السلام کو کنوئیں میں بھوک محسوس ہوئی اور یہ واقعہ عِراق میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اَرمیا علیہ السلام کو حکم فرمایا جب کہ وہ شام میں تھے کہ عراق میں دانیال علیہ السلام کے لئے طَعام (کھانا) وغیرہ لیجائیں۔ جب طَعام لائے تو دانیال علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں اَرمیا علیہ السلام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس طعام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے اِس پر دانیال علیہ السلام نے حمدِ الٰہی پڑھی۔[20]

دانیال کا شیروں نے ادب کیا: بُختِ نُصَر کو نجومیوں نے ڈرایا کہ تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری سَلطنت کو برباد کریگا اور وہ فُلاں شَب کو پیدا ہو گا۔ بُختِ نُصَر نے اُسی شب کو پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو قتل کرادیا۔ جب حضرت دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو شیروں اور درندوں کے جنگل میں پھینک دیا درندوں اور شیروں نے دیکھتے ہی آداب بجالائے اِس طرح جنگل میں اُن کی تربیت ہوتی رہی اُس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تواریخ (تاریخ) میں مشہور ہے۔[21] (حیوۃ الحیوان، جلد۲، صفحہ۵)

---

[19] (شعب الإيمان، التوكل بالله، 481/2، الحديث 1277، مكتبة الرشد، الطبعة: الأولى، 1423 ھ 2003م)

[20] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 14/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 ھ)

[21] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 14/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 ھ)

عجوبہ مؤیدہ واقعہ مذکورہ: عبد الرحمن بن ابی الزناد اپنے والد کے متعلق روایت فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی دیکھی جس کے نگینہ پر تین تصویریں ہیں۔ ایک انسان کی اور دوشیروں کی، جس میں وہی دوشیر اُسی انسان کو چاٹ رہے ہیں یہ انگوٹھی دانیال علیہ السلام کی تھی جسے حضرت ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کیا لیکن شرعی حکم کے مطابق اپنے پاس رکھنے کے بجائے اُسے دفن کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس سلسلہ میں عُلماء سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا یہ حضرت دانیال علیہ السلام کی اَنگُشتری (انگوٹھی) ہے اُنہوں نے اپنے ساتھ دوشیروں کو مُنَقَّش (نقش) فرمایا تھا تاکہ ہر وقت خوفِ ایزدی ملحوظ رہے۔[22]

فائدہ: تصویر وغیرہ پہلی شریعتوں میں جائز ہوگی اِسی لئے دانیال علیہ السلام کی انگوٹھی پر آپ کی اور شیروں کی تصویریں تھیں لیکن چونکہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے اِسی لئے سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن تصویروں کو دفن کرا دیا۔

ہمارے دور میں ٹیڑی مجتہدین نے اِجتہادِ فاسد سے تصویر کو جائز قرار دیا ہے جو غلط اور بالکل جہالت ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "رسوالتعزیر فی تصویر الصویرا" ہاں اگر کسی کو ہمارا موَقف سمجھ آجائے کہ تصویر ناجائز ہے خواجہ، پیر، فقیر یا کسی نبی علیہ السلام کی اُسے بجائے پھاڑنے اور آگ میں ڈالنے کے دفن کیا جائے جیسے اُوپر مذکور ہوا بلکہ خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام ودیگر مُقدّس بزرگوں کی تصویر دفن کرا دی تھیں اِس سے پیروں سے پیار کرنے والے سمجھیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ سے بڑھ کر اور کون پیر ہوگا اور ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر اور کونسی مُقدّس تصویر ہوگی لیکن حضور اکرم ﷺ کی شریعت کا حکم ہے اُسے ماننا پڑے گا۔

دانیال کے مزار کی تعظیم: حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر مبارک نہر سوس میں تھی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا علم ہوا تو آپ نے دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کو اَز سرِ نَو (نئے سرے سے) کفنا کر نمازِ جنازہ ادا کر کے پھر نہر سوس کی تہہ میں دفنا کر اُوپر سے پانی جاری کرا دیا (تاکہ آئندہ نسلوں سے بے ادبی نہ ہو)۔[23] (حیوۃ الحیوان، جلد ۱، صفحہ ۲)

فائدہ: صحابہ کرام کو مزار کا کتنا ادب تھا بلکہ خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے عام قُبور کے احترام کا حکم فرمایا ہے لیکن افسوس کہ نجدی قبُور کا اتنا شدید دشمن ہے کہ جونہی حرمین طیبین پر قبضہ کیا تو سب سے پہلا یہی کام سرانجام دیا۔ چُنانچہ شیخ نجدی نے اپنی تحریک کی ابتداء مزارات صحابہ کو مِسمار (گرانے / منہدم) کرنے سے کی۔ ۱۲۰۷ھ میں محمد بن سعود کا بیٹا سعود احساء پر حملہ آور ہوا وہاں پر خونریزی اور ہلاکت کا بدترین مظاہرہ کیا۔ جزیرۂ عرب پر قابض ہوتے ہی نام مصطفیٰ ﷺ کو مٹانے نکلے اور مسجد نبوی ﷺ سمیت جہاں یہ نام کُندہ (لکھے ہوئے) تھے مٹائے۔ کہیں پلستر تھوپا، کہیں چھینی اور ہتھوڑے استعمال کئے۔

---

[22] (البداية والنهاية، ذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ خَبَرِ دَانْيَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، 41/2، دار الفكر، عام النشر: 1407 هـ 1986 م)

[23] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 14/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 هـ)

جنّت مُعلّٰی (مکّہ المکرمہ کا مشہور قبرستان) اور جنّت البقیع (مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان) جس کی مُقدّس خاک میں خاندانِ نبوّت کے گُہرِ دُلرُبا (دلکش موتی / اہل بیت) سورہے تھے۔ حضرت عبد المطلب، ورقہ بن نوفل، خدیجہ الکُبریٰ، عباس، حلیمہ، سعدیہ، اُمّہات المومنین آپ ﷺ کی صاحبزادیاں اور صاحبزادگان، صحابہ کرام، مشائخ اور نامورانِ اسلام رِضوان اللہ اجمعین اُنہیں لوہے کے مشینی ہلوں (بلڈوزر وغیرہ) سے برابر کرڈالا۔ کہیں سڑکیں کھلی اور کہیں توسیع پسندانہ منصوبوں کے نام پر یہ دل آزار (افسوسناک) منظر کشی داغی گئی۔

قبرِ آمنہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا: یہ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق جنوری ۱۹۹۹ء کا واقعہ ہے جب مقامِ ابواء پر سرکارِ عالم ﷺ کی پیاری والدہ ماجدہ سیّدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کو بلڈوزر سے مُنہدِم (زمین بوس) کردیا گیا اور اُس جگہ کو کئی فُٹ تک کھودا بھی گیا اور اُسے پلین (ہموار) کردیا گیا اور جس پہاڑ کی چوٹی پر یہ قبرِ انور موجود تھی اُسے کاٹ کر ایک جانب دھکیل دیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ

۱۹۲۴ء سے صحابہ کرام، انبیاء کرام اور خاندانِ نبوّت رِضوان اللہ اجمعین کی قبروں کے نہ صرف گنبد و مزارات مٹانے شروع کردیئے بلکہ اُنہیں توحید پرستوں اور اللہ تعالیٰ کی مَعرفَت و پہچان کروانے والوں کی قبروں پر (شرک) کی مَن گھڑت داستان آویزاں کی اور یہودی وطاغوتی سازشوں کے جال میں پھنس کر اُنہیں تہہ وبالا کردیا۔ اُنہیں یہ "شرک" نہ کسی مندر نہ کلیسا (چرچ) اور نہ آتش خانوں میں نظر آیا صرف اُنہیں مبارک شخصیات کی قبروں میں نظر آیا اِن عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے۔

اُنہوں نے جنّت البقیع سے لے کر مکّہ المکرمہ تک کے تمام قیمتی آثار کو مٹا دیا تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اپنے اَسلاف کی نشانیوں کو بھول جائیں۔ سیّدنا حمزہ، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کو بھی زمین بوس کیا گیا اور اب آہ......... سیّدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے نشان کو بھی مٹادیا گیا ہے......... گویا ڈاکٹر حضرت علاّمہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِنہیں نجدیوں کے لئے فرمایا تھا کہ

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعث رسوائی پیغمبر ﷺ ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا ابراہیم علیہ السلام پدر اور پسر آزر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا بت بھی نئے تم بھی نئے

مزارِ آمنہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "الجوہرۃ الکامنہ فی مزار آمنہ" پڑھیئے۔

حکایت حضرت دانیال علیہ السلام: حضوراکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعاکی تھی کہ اُنہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت میں دفن کرے جب ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیاتواُنہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کواُن کے تابوت میں اِس حال میں پایاکہ اُن کے تمام جسم اور گردن کی تمام رگیں برابر بحال رہی تھیں۔[24] (البدایۃ والنہایہ، جلد۲، صفحہ۴۱)

فائدہ: انبیاء زندہ ہیں سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد بھی اُن کا جسم مبارک صحیح سالم رہتاہے۔ پھر جواُن سب پیغمبروں کے سردار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی مرکر مٹی میں مل جانے والالکھ دے(معاذ اللہ) اُس کی گمراہی اور مُردہ دِلی میں کون شک کرسکتاہے۔

﴿حیٰوۃ الانبیاء علیٰ نبیناوعلیہم السلام﴾

شیراورسفینہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی پر سوار ہواتو کشتی ٹوٹ گئی۔ایک تختہ پر چلتاہوادریاکے کنارے پہنچا۔دریاکے باہر ایک جنگل میں گیاتومیراایک شیر سے سامناہوامیں نے اُس کے حملہ سے بچنے کے لئے کہا:

أنا سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم[25] شیر نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کانام نامی سُن کرکہا: فطأطأ رأسه، وجعل يدفعني بجنبه أو بكتفه حتى وضعني على الطريق، فلما وضعني على الطريق همهم، فظننت أنه يودعني[26]

(معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني، باب السين، من اسمه سفيان)

ایک اورروایت میں ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم میں لشکر سے رہ گئے اورروم میں ہی قیدی بنائے گئے۔قید سے راہِ فرار اختیار فرماکر لشکر کی تلاش میں تھے کہ شیر آگیااُسے دیکھ کر فرمایا:

يا أبا الحارث أنا سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان من أمري كيت وكيت، فأقبل الأسد يبصبص، حتى قام إلى جنبه، فلم يزال كذلك حتى بلغ الجيش، فرجع الأسد[27] (حياة الحيوان الكبرى)

یعنی: اے شیر خیال رکھنامیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کاغلام ہوں میں ایسے ہی قیدی ہوکر بھاگااوریہاں آگیاہوں۔شیر نے یہ سُن کر سر جُھکادیامیرے قریب ہوگیااورمجھے راستہ دکھلاتاچلتارہا۔جب کئی آوازمکروہ(چیخ وپکار کی آواز) سنتاتووہاں جاکر اُسے میرا تعارُف کرواتااورمیرے پاس آجاتا۔تمام راستہ میں ایسے کرتارہایہاں تک کہ مجھے لشکر تک پہنچاکرواپس لوٹا۔

---

[24] (البداية والنهاية، ذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ خَبَرِ دَانْيَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، 41/2، دار الفكر، عام النشر: 1407 هـ 1986 م)

[25] یعنی: میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کاغلام ہوں اورراستہ بھول گیاہوں۔

[26] (معرفة الصحابة، سفينة أبو عبد الرحمن مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، 1392/3، الحديث 3510، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: الأولى 1419 هـ 1998 م)

یعنی: مجھے اپنے کاندھے پر سواری کااشارہ کیامیں اس کے کاندھے پر سوار ہواتواس نے مجھے راستہ پر لاکھڑاکرکے کچھ بولااس سے میں سمجھاکہ اب میں سلامتی کی راہ پر پہنچ گیا۔

[27] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 12/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 هـ)

فوائد:(۱)شیر کے حملہ کے وقت حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیر کو فرمانا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اُن کے عقیدے کا اظہار ہے کہ یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا۔

(۲)خود کو رسول اللہ ﷺ کا غلام سمجھنا عقیدۂ صحابہ ہے جس قوم نے غلام رسول، غلام نبی وغیرہ اَسماء(ناموں) کو شرک کہا وہ بدبخت قوم ہے۔

(۳)شیر اور درندے رسول اللہ ﷺ کا نام سُن کر سر جُھکا دیتے ہیں اور بندہ نہ مٹ جائے آقا پر وہ بندہ کیا ہے؟

(۴)شیر کی محبت بہ صحابی بہ نسبتِ رسول اللہ ﷺ سے کتنی عقیدت اور جان نثاری ہے کہ حضرت سفینہ کے اِرد گرد گھومتا تاکہ اُن پر دوسرے شیر حملہ نہ کردیں یہاں تک کہ اُنہیں لشکرِ اسلام تک پہنچا کر چھوڑا۔

حضرت اِبنِ عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے شیر کے کان پکڑے:

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک سفر میں راستہ طے کر رہے تھے۔ایک جگہ لوگوں کو دیکھا کہ خوفزدہ کھڑے ہیں پوچھا یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ عرض کی گئی کہ ایک شیر اُن کا راستہ روکے بیٹھا ہے نہ وہ کہیں جاتا ہے نہ اُنہیں راستہ ملتا ہے۔آپ نے سواری سے اُتر کر شیر کو کان سے پکڑا اور اُسے راستہ سے ہٹا کر فرمایا حضور اکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

إنما سلطت على ابن آدم لمخافته غير الله، ولو أن ابن آدم لم يخف إلا الله تعالى لم تسلط عليه ولو لم يرج إلا الله تبارك وتعالى لما وكله إلى غيره [28](حياة الحيوان الكبرى،باب الهمزة،الجزء۱،الصفحة۲)

یعنی: میں نے اِبنِ آدم پر ایسی چیزوں کو مُسلّط کر دیا ہے اِس لئے کہ وہ غیر اللہ سے ڈرتا ہے اگر وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اُس پر ایسی چیزیں مُسلّط نہ ہوں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے اُمیدیں وابستہ نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ کسی کے سپُرد(حوالے) بھی نہ کرے۔

شیر اَولیاءُ اللّٰہ کی غلامی میں: شیروں کا اَولیاءِ کرام کی غلامی کرنے کی بیشمار داستانیں تاریخ میں ثَبت ہیں۔چند نمونے(مثالیں) ملاحظہ ہوں:۔

شیر کا لکڑی کا گٹھا اُٹھانا: حضرت بوعلی سینا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شُہرت سُن کر ملاقات کے لئے خرقان آئے۔جب آپ کے درِ اقدس پر پہنچے تو حضرت ابوالحسن ایندھن کے لئے جنگل میں گئے ہوئے تھے۔پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں؟ بیوی نے جواب دیا کہ تم ایسے زِندیق(بے دین) کذّاب(جھوٹے) کو کیا کروگے۔حضرت بوعلی سینا نے دل ہی دل میں سوچا کہ جب بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کا کیا حال ہوگا۔پھر شیخ کی زیارت کے لئے جنگل کی طرف چلے گئے دیکھا کہ شیخ صاحب تشریف لا رہے ہیں اور گھاس کا گٹھا شیر پر لَدا ہوا ہے۔بوعلی سینا دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یا شیخ اِس میں کیا حِکمت ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر میں ایسے بھیڑیے(یعنی بیوی) کا بوجھ نہ اُٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے گا۔جب گھر میں واپس آئے تو بوعلی سینا بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے۔شیخ نے دیوار بنانے کے لئے مٹی میں پانی ڈالا ہوا تھا اُٹھ کر فرمانے لگے کہ میں نے یہ دیوار تعمیر کرنی ہے اِس لئے معذرت خواہ

---

[28] (حياة الحيوان الكبرى، باب الهمزة الأسد، 11/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424 ھ)

ہوں۔ یہ کہہ کر دیوار تعمیر کرنے لگے اچانک لوہے کا اوزار ہاتھ سے گر گیا۔ بو علی نے اُٹھانا چاہا مگر اُٹھنے سے پہلے وہ شیخ صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بو علی اور عقیدت مند بن گئے۔

فائدہ: اِس حکایت سے یہ واضح ہو گیا شیر مُوذِی سہی لیکن اَولیاء واسلاف کا نیاز مَند ہے۔ ہزاروں واقعات اِس پر شاہد ہیں۔

شیر نگراں: خلیفہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں عامر بن قیس کو شہر بدر کر دیا۔ عامر بن قیس باہر جنگل میں ایک پہاڑی پر چلے گئے آفتاب (سورج) غروب ہو چکا تھا۔ اُس پہاڑی پر نصرانیوں کا عبادت خانہ بھی تھا جہاں ایک راہِب ہَمہ (ہر) وقت رہتا تھا۔ راہِب نے آپ کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟ حضرت عامر نے جواب دیا "مسافر ہوں" اگر تمہیں رات گزارنی ہے تو عبادت خانے کے اندر چلے آؤ۔ یہ پہاڑی درندوں کا مسکن ہے کہیں ایسا نہ ہو تم کو ہلاک کر ڈالیں۔

حضرت عامر نے جواب دیا تم نصرانی ہو میں مسلمان ہوں تم مجھے یہیں پڑا رہنے دو۔ الغرض رات ہو گئی اندھیرا پھیلنے لگا۔ راہب نے عبادت خانے کا دروازہ بند کر لیا جب رات کا کچھ حصّہ گزر گیا تو راہب نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ مسافر زندہ ہے یا درندے کا لقمہ ہو چکا ہے۔ وہ یہ نظارہ دیکھ کر مَحوِ حیرت رہ گیا کہ حضرت عامر نماز میں مشغول ہیں اور آپ کے گرد چار شیر ٹہل رہے ہیں۔ حضرت عامر نے نماز سے فارغ ہو کر شیروں سے مخاطب کر کے کہا اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے پھاڑ کھانے کو آئے ہو تو بسم اللہ میں حاضر ہوں ورنہ جاؤ اپنی راہ لو میری نماز میں خَلل انداز نہ ہو۔ یہ سنتے ہی چاروں شیر چل دیئے۔ صبح ہوئی تو راہب عبادت خانے سے نکل کر حضرت عامر کے قدموں میں گر گیا اور پوچھنے لگا آپ کون صاحب ہیں حضرت عامر نے جواب دیا ایک نہایت گنہگار اور خطاکار بندہ ہوں خلیفۂ وقت نے مجھے شہر بدر کر دیا ہے تو راہِب نے کہا جب مسلمانوں کے خطاکار اور گنہگار بندوں کی یہ حالت ہے تو اِطاعت شِعار (عبادت گزار) اور فرمانبرداروں کی کیا ہو گی، رو پڑا اور فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

فائدہ: صرف شیر نہیں بلکہ ساری خدائی قدموں میں ہو اُس کا نسخہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں فرمایا کہ

(۱) توهم گردن از حکم داور پیچ — که گردن پیچد ز حکم تو هیچ

(۲) هرکه ترسیّد از حق و تقوی گزید — توسد از وے جن و انس وهرکه دید

یعنی: تو اللہ کے حکم سے گردن نہ پھیر کوئی تیرے حکم سے گردن نہ موڑے گا۔ جو اللہ سے ڈرا اور تقویٰ اختیار کیا جو اِنس و جنُ اُسے دیکھتا ہے اُس سے ڈرتا ہے۔

حکایت: حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہیں جا رہا تھا کہ ایک نوجوان کو دیکھا جس نے شیر پر سواری کی ہوئی ہے اور بھگاتا ہوا جا رہا ہے۔ میں ڈر کے مارے ایک طرف کھڑا ہو گیا مجھے دیکھ کر وہی فرمایا جو اوپر مذکور ہوا۔ اُس کے مطابق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے فرمایا:

توهم از بار فرائض سرمتاب — برخوری از عنده حسن الماب

یعنی: تو بھی فرائض کی سرانجام دہی کر نہ پھیر اُس کے بعد عِندہ حسن المأب سے تو پھل کھائے گا۔ [29]

شیر احسان فراموش نہیں: اِس کے متعلق ایک حکایت ملاحظہ ہو:۔

حکایت: کسی شہر میں ایک غلام تھا اُس کا مالک اُس سے سخت بد سلوکی سے پیش آتا تھا۔ ایک دفعہ غلام مالک سے تنگ آکر کہیں بھاگ گیا اور ایک جنگل میں شہر سے کچھ فاصلے پر جا چھپا۔ کچھ عرصہ تک آوارہ پھرنے کے بعد وہ ایک غار کے کنارے پر آیا اور تھکان اور تکلیف کی وجہ سے غار میں ہی پڑ کر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر کے دہاڑنے کی آواز اُس کے کان میں آئی وہ جَھٹ پٹ اُٹھ بیٹھا کہیں بھاگ نہ سکا اور یقین ہو گیا کہ شیر اُسے پھاڑ ڈالے گا۔ لیکن شیر نہایت آہستہ سے اُس کے نزدیک آیا اور رونے کی سی آواز نکالی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے کسی جسم کے حصّے میں سخت درد ہے۔ غلام نے جب دیکھا تو اُسے شیر کا پاؤں سوجا ہوا معلوم ہوا جس میں کانٹا چُبھا ہوا تھا۔ غلام نے شیر کے پاؤں سے کانٹا نکال دیا جس سے شیر کی تکلیف دور ہو گئی اُس دن سے شیر اُس غلام کا دوست بن گیا۔

غلام کئی مہینے شیر کے غار ہی میں رہا۔ ایک دن وہ باہر پھر رہا تھا کہ اُس کے آقا کے چند سپاہیوں نے اُسے دیکھ لیا اور پکڑ کے لے گئے۔ اُس کا آقا اُسے دیکھ کر سخت طَیش (غضب) اور غصّہ سے بھر گیا اور حکم دیا کہ اُسے وحشی جانوروں سے پھڑوا دیا جائے۔

اُس زمانے میں اُس شہر کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص بغاوَت کے اِلزام میں پکڑا جاتا تھا تو اُسے سزائے موت دی جاتی تھی۔ ایک خاص تاریخ پر اُسے ایک دَنگل (اکھاڑے) میں لے جاتے شہر کے تماشائی وہاں جمع ہوتے اور دَنگل (اکھاڑے) کے میدان میں ملزم کو شیر اور چیتے کے سامنے چھوڑ دیتے تھے۔ چونکہ پہلے اُن جانوروں کو کئی دن تک بھوکا رکھا جاتا تھا اِس لئے وہ غصّہ اور طَیش میں بھرے ہوئے مُلزِم شخص کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے تھے۔

جب وہ تاریخ آئی اور غلام کو شیر کے پنجرے میں ڈالا گیا تو بجائے اِس کے کہ شیر غلام کو پھاڑ کر کھا جاتا شیر اُس کے پاس جا کر اُس کے پیر چاٹنے لگ گیا اور دُم ہلا کر اُسے پیار کرنے لگا۔

یہ نظارہ دیکھ کر تماشائیوں کو سخت حیرت ہوئی۔ اُنہوں نے غلام سے اُس کا سبب دریافت کیا (پوچھا) اُس پر غلام نے سارا قصّہ کہہ سنایا۔

تماشائیوں کو غلام سے یہ واقعہ سُن کر سخت حیرت ہوئی اُن کو غلام پر رحم آیا اُنہوں نے اُس کے مالک سے کہہ کر اُس کی جان بخشی کرا دی اور وہ شیر بھی اسے اِنعام میں دلوا دیا۔

درسِ عبرت: افسوس کہ درندے جانور نے تو غلام کی ایک معمولی خدمت کے بدلے میں کتنا احسان مانا مگر غلام کے آقا نے برسوں خدمت لے کر بھی اِس کا ذرا احسان نہ مانا اور بڑی بے رحمی سے شیر کو اُس پر چھوڑا دیا کہ اُسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

فائدہ: اگر تمہارے ساتھ کوئی احسان کرے تو تم اُس کا شکریہ ادا کرو اور جب موقعہ ملے تو اُس احسان کا بدلہ اتار دو۔ (ماہنامہ تدریس، نومبر ۱۹۴۵ء)

---

[29] عندہ حسن الماٰب اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا انجام ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: انسان اشرف المخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اُس کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ظاہری خدمت کے علاوہ روحانی تربیت کے لئے مختلف طریقوں سے عبرت کا سامان بَہم پہنچاتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کرکے معرفتِ الٰہی سے سرشار ہو اِسی قسم کے واقعات اِسی تربیت کی ایک کڑی ہے۔

کتا: کتا مُوذِی نہ سہی لیکن مُوذِیوں کی فطرت اُس میں ہے کہ اپنی مَوج (مستی) میں آجائے تو اِیذارَسانی (تکلیف پہنچانے) میں دوسرے مُوذِیوں سے دوقدم آگے ہے۔ اُس کے متعلق مُستقل (باقاعدہ) رسالہ "باادب کتے اور بے ادب وہابی" فقیر نے لکھا ہے یہاں موضوع کے مطابق چند واقعات عرض کرتا ہوں۔

سگِ اصحابِ کہف: اَصحابِ کہف کے کتا کا ادب مشہور ہے اور قصّہ بھی معروف ہے۔ تفصیل فقیر نے رسالہ "الشرف فی تاریخ اصحابِ کہف" میں لکھی ہے اُس کے ادب کو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:

سگ اصحاب کہف روزی چند ... پی نیکان گرفت مردم شد پسرِنوح یا بداں به نسشت خاندان بنوتش گم شد[30]

یعنی: اَصحابِ کہف کا کتا چند روز بزرگوں کی صُحبت میں رہا تو آدمیوں میں ہوگیا لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا بُری صحبت میں بیٹھا تو اُس کا خاندانِ نبوّت سے بھی نام خارج ہوگیا۔

اِسے کہتے ہیں: باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

کنعان بن نوح علیہ السلام کل قیامت میں کفّار کے ساتھ دوزخ میں دائمی (ہمیشگی والے) عذاب میں مبتلا رہیگا محض باپ کی بے ادبی کی نحوست سے اور اَصحابِ کہف کا کتا ادب کی برکت سے کل قیامت میں بلعم بن باعوراء کی کھال پہن کر بصورتِ انسان بَہِشت (جنت) کے دائمی مزے پائیگا حالانکہ حساب کتاب کے بعد تمام جانور مٹادیئے جائینگے سوائے چند جانوروں کے اُنہیں میں یہی سگِ اصحابِ کہف بھی ہیں۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان"۔ اِس کو عثمانی نے تفسیر میں لکھا کہ حق تعالیٰ نے اُن لوگوں میں شانِ ہیبت وجلال اور اُس مکان میں دہشت رکھی تاکہ لوگ تماشہ نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں۔ اُن کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اُس پر بھی صحبت کا کچھ اثر پہنچا اور صدیوں تک زندہ رہ گیا اگرچہ کتار کھنا بُرا ہے لیکن بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔ السعدی الشیرازی

پسر نوح بابداں بنشت ... خاندان نبوّتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزی چند ... پئے نیکاں گرفت و مردم شد[31]

کتے کی وفاداری: صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتے کی وفاداری کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[30] (تفسیر عثمانی، سورت الکھف تحت آیت 16، 433/2، دار الاشاعت کراچی، سن اشاعت 2007ء)
[31] (تفسیر عثمانی، سورت الکھف تحت آیت 16، 433/2، دار الاشاعت کراچی، سن اشاعت 2007ء)

سگی را لقمه گر دادی فراموش | نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ
وگر عمری نوازی سفله را | بکمتر تندی آید با تو در جنگ [32]

یعنی: کتے کو اگر کسی وقت صرف ایک لقمہ کھلا دو تو وہ اُسے کبھی نہیں بھولتا خواہ اُسے پھر بار ہا پتھر مار مار کر بھگاؤ اور اگر کسی نالائق شخص کو عمر بھر ہزاروں نعمتوں سے نوازتے رہو تو تھوڑی سی کمی پر نہ صرف سختی سے پیش آئے گا بلکہ جنگ پر اتر آئے گا۔

مرسکانرا چون وفا آمد شعار | روسکانرا ننك بدنامی میار

بي وفائی چون سکانرا عاربود | بي وفائی چون روا داری نمود[33]

یعنی: جب کتوں کو شعارِ وفانصیب ہے تو تمہیں بھی وفا کا شِعار حاصل کرنا چاہیے ورنہ تم تو کتوں سے بھی پیچھے رہ گئے جب کتوں کو بے وفائی عار محسوس ہوتی ہے تو تمہارے نزدیک وفاداری اچھی نہیں افسوس ہے۔

فائدہ: کتا مُوذِی سہی لیکن جس کا کھاتا ہے اُس پر جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور اَولیاء کرام کا تو ویسے بھی نیاز مَند ہے۔ فقیر کی اِس موضوع پر "نسبت بسگ" ضَخیم تصنیف ہے۔ یہاں چند نمونے عرض ہیں۔

گستاخ شیخین کے ساتھ کتے کا برتاؤ: "جامع المعجزات" میں ہے کہ ایک نمازی مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے آرہا تھا۔ راستہ میں کتے نے حملہ کر دیا اُس نے بارگاہِ رسول اللہ ﷺ میں شکایت کی۔ آپ نے کتے کو بلوا کر ماجرا پوچھا تو اُس نے عرض کی یہ شخص سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بُغض رکھتا ہے اِسی لئے میں نے اُس پر حملہ کیا ہے۔(ملخصاً)

فائدہ: شیخین کے بُغض کرنے والے عبرت حاصل کریں کہ جب ایک مُوذِی کو ایسے شخص سے دشمنی ہے تو پھر تم عذابِ خداوندی سے کس طرح بچ سکتے ہو اور وہ لوگ بھی عبرت پکڑیں جو خود رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

باادب کتے اور ولی اللہ: دنیا کا مشہور و معروف سیّاح اِبنِ بَطوطہ اپنے سفر نامہ میں ایک سفر کا حال لکھتے ہیں کہ میں زیارتِ حرمین سے فارغ ہو کر شیراز پہنچا یہاں کے اکثر لوگ دانا(عقلمند)، پارسا اور نیک ہیں۔ ایک بزرگ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اُن کا نام شیخ مجد الدین شیرازی ہے نہایت پرہیز گار وعبادت گزار ہیں اکثر عُلماء اُن کی زیارت کو آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عارف کامل اور صاحبِ کرامت ہیں مدرسۃ الجدیہ شیخ کا بنایا ہوا ہے۔ میں حاضرِ خدمت ہوا تو بڑی مہربانی فرمائی مجھے گلے لگایا اور مجھ سے کئی مقامات کی نسبت سوال کئے۔ میں نے ٹھیک ٹھیک جواب دیئے یہاں کے اُمَراء(حکمران) بھی شیخ کی بہت عزّت کرتے ہیں جب وہ شیخ کی خدمت میں آتے ہیں تو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں یہ وہ عزّت کا نشان ہے جو وہ صرف بادشاہ کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ اِس سے یہ ظاہر ہے کہ وہ شیخ کی عزّت بادشاہ کے برابر کرتے ہیں اُس علاقہ کا امیر بے حد مغرور، سنگدل(پتھر دل) اور بدعقیدہ ہے وہ اِس بات کو پسند نہیں کرتا کہ بادشاہوں کی طرح شیخ کی عزّت کی جائے۔ ایک روز شیخ سے کسی معاملہ پر اختلاف ہوا تو وہ سراپا آتش بن گیا(انتہائی غم و غصہ میں مبتلا ہو گیا)۔ امیر نے فوجی افسروں

([32]) (روح البیان، سورۃ الھود تحت آیت 9 الی 10، 102/4 دار الفکر بیروت)

([33]) (روح البیان، سورۃ الھود تحت آیت 63 الی 68، 154/4 دار الفکر بیروت)

کو حکم دیا کہ بڑے بڑے شکاری کتوں کے آگے شیخ کو ڈال دیا جائے۔ شیخ اِس حکم کو سن کر ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے۔ فوجی افسروں نے حکم کی تعمیل کی اور شیخ کو خونخوار شکاری کتوں کے آگے ڈال دیا لیکن کتوں نے بجائے اُن پر حملہ کریں اور پھاڑ ڈالیں اُن کے قدموں کو بوسہ دیا اور دُم ہلانی شروع کی امیر اِس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اُس نے گناہوں سے توبہ کی شیخ کے ہاتھ چومے خِلعَتِ فاخِرَہ (عمدہ لباس) عنایت کی اور شیراز کے ضِلع میں ایک سو (۱۰۰) گاؤں عطا کئے۔[34]

فائدہ: یہ واقعہ کچھ تفصیل کے ساتھ دوسرے طریقہ سے منقول ہے وہ یہ کہ مشہور سیّاح ابنِ بطوطہ کی چشم دید (آنکھوں دیکھی) شہادت ہے کہ عراق کے بادشاہ سلطان خدا بندہ نے مذہب میں کچھ فَساد کرنا چاہا اور ایسی باتیں اختیار کرنے کی کوشش کی جو تعلیماتِ اسلام کے خلاف ہیں اور اُس نے شاہی حکم جاری کیا کہ ہماری مملکت کے تمام اَفراد عراقِ عرب، عراقِ عجم، فارس، آذربائیجان، اَصفہان، کرمان، خراسان وغیرہ کے لوگ اِن امور کی پابندی کریں چنانچہ یہ فرمانِ شاہی بغداد، شیراز اور اَصفہان پہنچا تو یہاں کے مسلمانوں نے اُس کی سخت مخالفت کی اور بغداد شریف کی جامع مسجد میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مسلمان مسلح ہو کر پہنچے تا کہ اُس خلافِ شَرع حکم کے خلاف جہاد کیا جائے اور اُنہوں نے قاصدِ سلطانی (سرکاری ایلچی) کو واضح الفاظ میں مُتنبّہ (آگاہ) کر دیا کہ اگر کسی بدعت کے نِفاذ کی کوشش کی گئی تو حامیانِ سلطان کے خلاف جہاد شروع کر دیا جائیگا۔

اصفہان اور شیراز میں یہی صورت پیش آئی سلطانی قاصد جب تینوں شہروں سے واپس ہو کر دربارِ شاہی میں پہنچے اور وہاں کی رُوداد (کیفیت) سنائی تو سلطان خدا بندہ قہر و غضب میں آگ بگولا ہو گیا اور فوراً حکم نافذ کیا کہ بغداد، شیراز اور اصفہان کے قاضی گرفتار کرکے بارگاہِ سلطانی میں حاضر کئے جائیں۔ سب سے پہلے شیراز کے قاضی مجد الدین ایوانِ حکومت میں پیش کئے گئے۔ سلطان نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب کسی مجرم کو پھانسی کا یہ حکم دیتا تھا تو جلّاد تنہا مجرم کو کتے کے آگے ڈال دیتا تھا۔ بادشاہ کے پالے ہوئے شکاری کتے مجرم کو چیر پھاڑ کر تکہ بوٹی کر ڈالتے تھے۔ عام لوگ اُس سزا کا تماشا دیکھتے تھے اور اُس سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ حضرت مجد الدین قاضی اپنے وقت کے اَولیاءِ کاملین میں سے تھے جب اُن کو میدان میں بیڑیاں (زنجیر) کاٹ کر چھوڑا گیا تو آپ نے تیمم کرکے فوراً نماز کی نیت باندھ لی۔ دوسرے مجرم تو کتوں کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر جان بچانے کے لئے بھاگتے تھے مگر قاضی صاحب عبادتِ الٰہی میں اِس طرح مشغول ہوئے کہ خبر بھی نہ رہی۔ کتے جب قاضی صاحب پر چھوڑے گئے تو قاضی صاحب کے پاس پہنچ کر دس قدم دور بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ قاضی صاحب نے سلام پھیرا تو کتوں نے دور ہی سے دُم ہلانی شروع کر دی اور اُن کے پاس پہنچ کر اُن کے قدموں پر سر رکھ دیا اور قاضی صاحب کو مطلق گزند (نقصان) نہ پہنچا۔ صدہا لوگ قاضی صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر اپنے عقائدِ باطلہ سے تائب ہوئے اور صدہا غیر مسلم داخلِ اسلام ہوئے۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو قصرِ شاہی سے باہر نکلا اور عالمِ وارفتگی (بے خودی کے عالم) میں حضرت قاضی صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اپنا تمام لباس قاضی صاحب کو پہنانے لگا۔ اُس زمانہ میں سب سے بڑا شاہی اعزاز یہ تھا کہ بادشاہ کسی کو اپنا لباس عطا کر دے لیکن قاضی صاحب نے لباسِ شاہی پہننے سے انکار کیا مگر بادشاہ انتہائی خوشامد و لَجاجَت (عاجزی) سے اپنا لباس قاضی صاحب کو پہنانے پر اِصرار کرتا رہا۔ قاضی صاحب راضی ہو گئے اور ملبوسِ شاہی پہن کر عام مجمع میں تشریف لائے۔[35]

([34]) (رحلة ابن بطوطة، كرامات الشيخ قطب الدين، ج1 ص154 الى 155، دار الشرق العربي)

([35]) (رحلة ابن بطوطة، كرامات الشيخ قطب الدين، ج1 ص156 الى 157، دار الشرق العربي)

فائدہ: آج بھی یہ عمل آزمالیجئے کہ احکامِ خداوندی کی پابندی پر خَلقِ خدا(خدا کی مخلوق) قدموں پر سر رکھنے کو تیار ہو گئی اور اَصحابِ کہف کے کتے سے عام کتوں کی کیفیت عام ہے کہ ذِی شرافتِ دینی، دُنیَوی پر کتا حملہ آور نہیں ہوتا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "**اصحابِ کہف**"۔

اُونٹ بااَدب: اگرچہ مُوذِیوں میں شمار نہیں لیکن جب مستی میں ہو یا اُسے انسانوں سے گَزند(نقصان) پہنچے تو دوسرے مُوذِیوں سے اَذیّت رَسانی میں کم نہیں۔ اِس کے تفصیلی حالات علامہ دمیری کی کتاب "حیوۃ الحیوان" میں ہیں فقیر اُس کی غلامی اور ادبِ رسول اللہ ﷺ اور عقیدتِ اَولیاء کے چند واقعات عرض کرتا ہے:۔

اُونٹ کی گواھی: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ہم صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم مدینہ کے ایک چوک پر پہنچے تو دیکھا ایک اعرابی اپنے اُونٹ کی مُہار(نکیل) پکڑے ہوئے چلا آرہا ہے جب حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو عرض کی: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ** آپ نے اُس کے سلام کا جواب دیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری کہ ایک دوسرا آیا اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ اعرابی میرا اُونٹ چرالایا ہے۔ اُونٹ نے کچھ عرض کی حضور نبی پاک ﷺ نے اُس شخص کو فرمایا: **اِنْصَرِفْ عَنْهُ، فَإِنَّ الْبَعِيرَ يَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ كَاذِبٌ**[36]

(الدعاء للطبرانی، باب القول عند الدخول علی السلطان)

یعنی: چلا جا اِس لئے کہ اُونٹ تیرے خلاف گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

وہ شخص چلا گیا پھر نبی اکرم ﷺ نے اُس اعرابی سے پوچھا کہ تو جب یہاں آیا تو تو نے کیا پڑھا تھا؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میں نے یہ پڑھا تھا: "**اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا تَبْقَى صَلَاةٌ، اَللّٰهُمَّ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا تَبْقَى بَرَكَةٌ، اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى سَلَامٌ، اَللّٰهُمَّ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتَّى لَا تَبْقَى رَحْمَةٌ**"

یعنی: اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی درود۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ کو برکت دے یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی برکت۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر سلام بھیج یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی سلام۔ اے اللہ حضرت محمد مصطفی ﷺ پر رحم فرما یہاں تک کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔

حضور سرورِ کون و مکان ﷺ نے فرمایا کہ

"**إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَبْدَاهَا لِي وَالْبَعِيرُ يَنْطِقُ بِعُذْرِهِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ سَدُّوا الْأُفُقَ**"[37]

(الدعاء للطبرانی، باب القول عند الدخول علی السلطان)

---

[36] (الدعاء للطبراني، بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الدُّخُولِ عَلَى السُّلْطَانِ، 321/1، الحديث 1054، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1413)

[37] (الدعاء للطبراني، بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الدُّخُولِ عَلَى السُّلْطَانِ، 321/1، الحديث 1054، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1413)

یعنی: حق تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمادیا اُونٹ نے تیری طرف بے عذر بیان کیا اور ملائکہ نے آسمان کا اُفق بھر دیا تھا۔

فوائد: (۱) حضور اکرم ﷺ مخلوق میں سے ہر ایک کی بولی جانتے ہیں آپ نے بہتان تراش(جھوٹا الزام لگانے والے) کے دعویٰ کو رد فرمادیا۔

(۲) آپ مختارِ کل ہیں چاہیں گواہی لیں چاہیں تو گواہوں کی ضرورت بھی نہ ہو۔

(۳) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ فرمانا اِجرائے شریعت کے لئے تھا ورنہ اصل میں واقعات آپ سے مخفی (پوشیدہ) نہ ہوتے تھے۔

(۴) آپ ﷺ کا اعرابی سے کچھ پوچھنا حکمت کی وجہ سے تھا ورنہ اُدھر تو اُونٹ کی بولی سے تو حقیقت واضح فرمادی اور اعرابی کا حال خود بھی ظاہر فرمایا مثلاً جب تو درود پڑھ رہا تھا تو اُس وقت ملائکہ بکثرت آئے تھے۔

(۵) بعض درود مبارک ایسے بھی ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے فرشتے تعظیم کے طور پر اُترتے ہیں۔

فائدہ: اِس درود پڑھنے سے آخرت کے فوائد کے علاوہ دُنیوی مشکلات بھی حل ہوتی ہیں۔ ملائکہ کرام پڑھنے والے کے لئے اِستغفار کرتے رہتے ہیں۔

"**ابن ماجہ**" کی حدیث شریف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اُس کے لئے فرشتے اُس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ اب چاہے تو درود شریف زیادہ پڑھیں یا کم۔[38] (اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "درود وسلام" میں پڑھئے)

فوائد: درحقیقت یہ بات واضح ہوئی کہ اُونٹ کی گواہی سننا اور سمجھنا فرشتوں کے نُزول کو دیکھنا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

باولہ اُونٹ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی اَنصاری کا ایک اُونٹ تھا جس سے وہ کھیتی کو پانی پلاتے تھے۔ ایک بار وہ سرکش ہو گیا اور ایسا بگڑا کہ کوئی شخص اُس کے قریب نہیں جاسکتا چنانچہ وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اُونٹ کا ماجرا سنایا اور یہ بھی کہا کہ اُس کے بغیر ہماری کھیتیاں اور باغات سوکھتے جارہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اُسی باغ میں تشریف لے گئے جہاں وہ اُونٹ تھے حضور اکرم ﷺ اُس اُونٹ کی طرف چلنے لگے۔ انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ باولے کتے کی طرح ہو گیا ہے ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ نہ کردے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اُس سے کوئی خطرہ نہیں جب اُونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف بڑھ کر سربسجود ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی پیشانی کے بال پکڑ لیے اور وہ ایسا عاجز ہو گیا کہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو۔[39]

فوائد: (۱) صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب مشکل پڑتی تو سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور یہ سمجھتے تھے کہ دُکھ درد کو ٹالنے والے آقا ﷺ ہمارے لئے وسیلۂ عُظمیٰ ہیں۔

---

[38] (سنن ابن ماجه، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، 907/1، الحديث 907، دار إحياء الكتب العربية)

[39] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، 64/20، الحديث 12614، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

(۲) نبی پاک ﷺ کی نبوّت کو جانور نہ صرف جانتے بلکہ مانتے تھے اور سو جان سے قربان ہو جاتے لیکن بعض بد بخت کلمہ پڑھنے والوں کو غلامی مصطفی ﷺ کو شرک سمجھتے ہیں۔

(۳) حضور ﷺ کے علم مبارک کی برکت ظاہر ہوئی کہ جسے لوگ باولہ سمجھتے تھے وہ بھی دراصل دکھ درد کا مارا تھا۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ نے بہت سے جانوروں سے باتیں کیں، اُن کی تکالیف دور کیں، بعض اوقات حیوانات نے آپ ﷺ کے نبی آخر الزماں ہونے کی گواہی دی۔ جانوروں کا کلام کرنا اور اطاعت بجالانا اور درود پڑھنا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی صفت رحمۃ للعالمین کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

اُونٹ کی فریاد: ایک مرتبہ ایک اُونٹ نے نبی کریم ﷺ کے حضور آکر اپنی قوم کی شکایت کی کہ وہ نمازِ عشاء سے پہلے سو جاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر عذاب نازل نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے اُس قوم کو بلایا اور اُنہیں نمازِ عشاء سے پہلے سو جانے کی مُمانعت فرمائی۔[40]

(مدارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳)

اُونٹ کی رازداری: حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک اُونٹ نے بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی گردن حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی اور اپنی آواز میں فریاد کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اُس کے مالک سے فرمایا کہ یہ اُونٹ مجھے فروخت کر دو۔ اُس کے مالک نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر ہے لیکن یہ گھر والوں کے لئے ہے اُن کے لئے اِس کے سوا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ فرمایا: یہ اُونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے تم اِس کے ساتھ نرمی برتو اور اِس کے حُقوق کا لحاظ رکھو۔[41] (سیرت رسولِ عربی)

اُونٹ کا عجیب وغریب مطالبہ: ایک اُونٹ حضور اکرم ﷺ کے ہاں دوڑتا ہوا حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوا اور الامان الامان پکارتا تھا۔ اُونٹ کے پیچھے ایک اعرابی ننگی تلوار تان کر اُونٹ کو مارنے کے درپے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِس کا کیا قصور ہے؟ عرض کی میں نے اِسے باربرداری کے لئے خریدا تھا اب یہ کام چور بن گیا ہے اب میں چاہتا ہوں اِسے ذبح کر کے اِس کا گوشت بیچوں۔ آپ ﷺ نے اُونٹ سے پوچھا کہ تو کیوں سرکشی کرتا ہے؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ اصل بات یہ ہے کہ میں نے سنا ہے جو عشاء کی نماز نہ پڑھے اُس پر عذاب نازل ہوتا ہے یہ اعرابی نمازِ عشاء نہیں پڑھتا اِس لئے اِس سے بھاگتا ہوں کہ کہیں میں بھی عذاب میں نہ مارا جاؤں۔ اعرابی سے پوچھا گیا تو اُس نے تصدیق کر کے عرض کی آئندہ میں نماز میں کوتاہی نہیں کروں گا اور اپنے قبیلہ والوں کو بھی یہ حکم سناؤں گا۔ اُس واقعہ کے بعد اُونٹ نے کبھی سرکشی نہ کی۔[42]

(معارج، صفحہ ۵۹۷)

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پسندیدہ شئ (چیز) جس کو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے اَوٹ (آڑ) بنایا کرتے تھے کوئی بلند چیز یا درختانِ خُرما (کھجور کے درخت) کا مجمع تھا۔ ایک دفعہ آپ انصار میں سے ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُس

---

[40] (مدارج النبوّت، حیوانات کا کلام اور اطاعت بجالانا، 1/250، شبیر برادرز لاہور، سن اشاعت 2004ء)

[41] (سیرت رسولِ عربی، حیوانات کی اطاعت، کلام، اونٹ کی شکایت، 1/496، مکتبۃ المدینۃ، سن اشاعت 2014ء)

[42] (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، اونٹ کا عذاب الٰہی سے ڈرنا، 3/597، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

باغ میں ایک اُونٹ ہے۔ اُس اُونٹ نے جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تو رو پڑا اور اُس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس کے پاس آئے اور اُس کے پَسِ گُوش (کان کے نچلے حصے) پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا وہ چُپ ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا کہ اِس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ اُونٹ میرا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تو اِس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا اِس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اِسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرتِ استعمال سے اِسے تکلیف دیتا ہے۔ [43]

حکایت: ایک بار حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مومنین کو صدقہ کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آ پہنچا جس کے پاس بڑا خوبصورت اُونٹ تھا بڑا خوش رفتار اور خوش خِرام (ناز و ادا سے چلنے والا)۔ اُس نے اُسے ایک جگہ کھڑا کر دیا سحری کے وقت جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر سے نکلے تو یہ اُونٹ فَصِیح و بَلِیغ انداز میں پڑھ رہا تھا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاتِحَ الْجِنَانِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْأُمَمِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ کلمات سنتے ہی اُونٹ کی طرف توجہ فرمائی اور اُس کا حال پوچھا تو کہنے لگا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں اُس اعرابی کے پاس تھا وہ مجھے ایک سُنسان جنگل میں باندھ دیا کرتا۔ رات کے وقت جنگل کے جانور میرے ارد گرد جمع ہو جاتے اور کہتے "اِسے نہ چھیڑنا یہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سواری ہے" میں اُس دن سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہِجر و فراق (جدائی) میں تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچا ہوں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُونٹ کی یہ باتیں سنی تو بہت خوش ہوئے اُس کی طرف زیادہ اِلتفات (توجہ) فرمانے لگے اور اُس کا نام "قَصوا" رکھا۔ ایک روز قَصوا نے کہا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے آپ سے درخواست کرنا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا وہ کیا؟ عرض کی آپ اللہ سے یہ بات منظور کروا لیجئے کہ جنّت میں مجھے آپ کی سواری بنایا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال سے پہلے موت آ جائے یہ اِس لئے کہ میری پُشت پر کوئی دوسرا سواری نہ کر سکے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُسے یقین دلایا کہ تمہاری پشت پر کوئی سواری نہ کر سکے گا سوائے میرے۔ [44]

عشق میں موت: جب حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر وصیت کی کہ قَصوا پر میرے بعد کوئی سواری نہ کرے کیوں کہ میں نے اُس سے عہد کیا ہوا ہے۔ بیٹی! تم خود اُس کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنا۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد اُونٹ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فِراق میں گُم سُم رہنے لگا۔ [45]

---

[43] (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، 3/273، الحديث 1745، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[44] (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، عضبا کا واقعہ، 3/601، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

[45] (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، عضبا کا واقعہ، 3/602، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُس اُونٹ کے نزدیک سے گزریں۔ وہ اُونٹ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر یوں گویا ہوا: "اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی! جب سے میرے آقا و مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصال ہوا ہے۔ میں نے گھاس کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے خدا کرے کہ مجھے موت آئے کیونکہ مجھے اِس زندگی سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غلامی پسند ہے۔ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں جا رہا ہوں اگر آپ کا کوئی پیغام ہو تو میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچادوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا اُونٹ کی باتوں پر مَغْمُوم (غمزدہ) ہوئیں اور رونے لگیں۔ اُونٹ کے سر کو اپنے بازوؤں میں لے کر اپنے ہاتھوں کو اُس کے چہرے پر ملنے لگیں کہتے ہیں اُسی حالت میں اُونٹ نے جان دے دی۔ عَلَی الصَّباح (صبح سویرے) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس کے لئے کفن تیار کرایا اور ایک گڑھا کھدوا کر دفن کر دیا۔[46]

فائدہ: بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُونٹ کی موت کے تین دن بعد تشریف لائیں اور قبر کو اُکھاڑنے کا حکم فرمایا لیکن اُونٹ کا نام و نشان تک نہ تھا۔[47]

(معارج النبوۃ، جلد۱، صفحہ۲۰۱)

نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اُونٹوں کا عشق: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حَجَّۃُ الوِداع میں سو (۱۰۰) اُونٹ قربان کئے روایات کے اندر موجود ہے۔ ۳۷ تو یمن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے تھے ۶۳ مدینہ طیبہ سے خود لائے۔ **سنن ابو داؤد** میں موجود ہے آپ نَحر فرمارہے تھے **یزدلفن** کہ قربانی کے اُونٹ نحر کے لئے خود اپنی گردنیں پیش کررہے تھے حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ذبح سے ڈر کر ہر جانور بھاگتا ہے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہر اُونٹ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قریب ہونا چاہتا تھا کہ میں پہلے ذبح ہو جاؤں۔[48]

فائدہ: اِسی سَربستہ راز (چھپے ہوئے راز) کو وہ سمجھے جسے عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چاشنی نصیب ہو ورنہ کہنا پڑتا ہے کہ

معذور دارمت که تو اورا نه چشیده

یعنی: میں تجھے معذور سمجھتا ہوں کہ تو نے لذّتِ عشق چکھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چاشنی سے بَہرَہ وَر (فائدہ اٹھانے والے) فرمائے آمین۔

اُونٹ رونے لگا: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عادتِ شریفہ تھی کہ اِستنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے اور کسی باغ میں یا کسی ٹیلے وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فارغ ہوتے۔ ایک مرتبہ اُس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھ کر بیڑانے (رونے) لگا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے (49) حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس کے پاس تشریف لے گئے اُس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا جس سے وہ چپ ہو گیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اُونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری تشریف لائے اور عرض کیا کہ میرا ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم اُس اللہ سے

([46]) (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، عضبا کا واقعہ، 3/602، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

([47]) (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، عضبا کا واقعہ، 3/602، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

([48]) (سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب في الهدي إذا عطب قبل أن يبلغ، 148/2، الحديث 1765، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

([49]) ایک معروف چیز ہے کہ ہر مصیبت زدہ کا کسی غم خوار کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے۔

جس نے تمہیں اِس کا مالک بنایا ہے ڈرتے نہیں ہو یہ اُونٹ تمہاری شکایت کررہا ہے کہ تم اِس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو تم اِس کے ساتھ نرمی کرو اِسے بھوکا نہ رکھو۔[50]

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اُونٹ بے شعور سہی لیکن اُسے یہ شعور ہے کہ میری فریاد بارگاہِ رسول اللہ ﷺ میں سنی جائیگی اِسی لئے رو پڑا کیونکہ گویا یہی عقیدہ تھا:

یاد جو امتی کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیرالبشر کو خبر نہ ہو

لیکن اِس بدبخت اُمّتی کا حال بھی دیکھئے کہ وہ نبوّت میں اِستغاثہ (مدد مانگنے) کو شرک کے فتاویٰ تیار کررہا ہے۔

ناقہ رسول اللہ ﷺ اور مُوذِی درندے: امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو ایک اُونٹنی پر گزرے اُس نے دیکھ کر عرض کیا: "اے قیامت کی زینت اے اللہ کے رسول ﷺ" آپ نے اُس کی طرف توجہ فرما کر فرمایا: "وعلیک السلام" عرض کیا میں ایک اعضب نامی قریش کی ملکیت میں ہوں۔ میں اُس سے بھاگ کر جنگل میں گئی، رات ہوگئی درندے خوب تھے لیکن وہ ایک دوسرے کو کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کی سواری ہے اور مجھے کچھ نہ کہا۔ صبح اُٹھی گھاس چرنے لگی تو ہر درخت مجھے پکار کر کہتا تھا کہ اِدھر آؤ تم رسول اللہ ﷺ کی سواری ہو۔ اُس کے مالک کے نام پر اُس کا عضباء نام رکھا گیا۔ اِسی روایت میں ہے کہ اُس نے عرض کی آپ دعا فرمائیں کہ جنّت میں بھی میں آپ کی سواری ہوں آپ نے فرمایا ہوگیا یعنی میں تجھے سواری بناؤں گا۔[51] "شفاء شریف" میں ہے قَصوا اُونٹنی کا قصّہ اور اُس کی رسول اللہ ﷺ سے گفتگو اور اُس کا خود کو سپُرد (حوالے) کرنا پھر گھاس وغیرہ کا اُس کی طرف رغبت کرنا اور وحشیوں کا اُس سے دور رہنا اور اُن کا اُونٹنی کو پکار پکار کر کہنا کہ تو رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی ہے یہ سب حضور اکرم ﷺ کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔[52]

اُونٹنی کا عشق رسول ﷺ: حضور اکرم ﷺ کے وِصال کے بعد یہ اُونٹنی نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی تھی یہاں تک کہ اُسی حال میں وہ مرگئی۔[53]

درس عبرت: اُونٹنی نے زیارتِ سلام کا تحفہ پیش کیا اور بدبخت اُمّتی سلام سے روکے تو اُس پر حَیف (افسوس) ہے۔ درندے رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی سے پیار کریں اور بدبخت اُمّتی ہو کر نبوّت کے پیار کو شرک سے تعبیر کریں اُسے کیا کہا جائے۔ امام احمد رضا مُحدّث بریلوی نے کیا خوب فرمایا:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

---

[50] (سیرت رسولِ عربی، حیوانات کی اطاعت، کلام، اونٹ کی شکایت، 1/496، مکتبۃ المدینۃ، سن اشاعت 2014ء)

[51] (نسیم الریاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعظم لقدر النبی ﷺ، ج4 ص 54 الی 55، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: 2011)

[52] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الْبَابِ الرابع، فصل فِي الآيات فِي ضروب الحيوانات حَدَّثَنَا سِرَاجُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو الْحُسَيْنِ، 313/1، دار الفكر، عام النشر: 1409 ھ 1988 م)

[53] (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، عضباکا واقعہ، 3/602، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور، اشاعت دوم 1995ء)

اُونٹنی کے عشق کی داد دینی چاہیے کہ پہلے مُعاہدہ کرالیا کہ قیامت میں آپ ﷺ مجھ ہی پر سواری فرمائیں گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوگیا تو پھر زندگی دُوبھر(ناگوار) ہوگئی موت کو حیات(زندگی) پر ترجیح دینے لگی۔ اِس واقعہ کو خلاصہ کے طور پر پھر پڑھئے۔

اُونٹنی پر قربان: امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ایک اُونٹنی تھی جس کا نام قَصوا تھا۔ جب یہ اُونٹنی جنگلات میں گھاس چرا کرتی تو جنگل کی گھاس خود بخود اُس کے قریب ہوجاتی تھی تاکہ یہ اُسے بے تکلّف(آزادانہ) کھالے اور جنگل کے تمام درندے اُن کا راستہ چھوڑ کر دور ہٹ جاتے تاکہ یہ کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرے اور بزبانِ فصیح کہتے ہیں کہ "اے قصوا! ہم تیرا ادب واحترام اِس لئے کرتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی سواری ہے"۔[54](شرح شفاء شریف، جلد۱، صفحہ۲۰۶)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کے ذکر کا اِس قدر چرچا فرمایا ہے کہ جنگل میں رہنے والے درندے اور زمین سے اُگنے والی گھاس تک کو حضور اکرم ﷺ کا اور حضور ﷺ کی اُونٹنی کا علم عطا فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا:

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں　　بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے دعویٰ نبوّت فرمایا اور توحید و رسالت پر ایمان لانے کا حکم دیا تو پتھروں کے اندر سے بھی لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی آوازیں آئیں۔

جس وقت گواہی کی ہوئی اُن کو ضرورت　　بُت بول اُٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اِسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمّت کے بعض قسمت کے ماروں کا افسوس ظاہر فرمایا چنانچہ فقیر حدیث شریف آگے چل کر عرض کرتا ہے۔

تائیدِ سعید از حدیثِ نبی شفیق ﷺ: فقیر اُویسی غفرلہ اِس واقعہ کی حدیثِ صحیح سے توثیق(تصدیق) کرتا ہے تاکہ مخالف عُشّاق(عاشقانِ) رسول ﷺ سے مُزاحمت نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ السَّمَاءِ والأرض شئ إلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰه إلَّا عَاصِيَ الجن والإنس[55]

یعنی: کافر جنوں اور انسانوں کے علاوہ آسمان و زمین کے مابین(درمیان) جو کچھ ہے اُسے میرے رسول ہونے پر یقین ہے۔

فائدہ: معنی یہ ہے کہ سرکش جنوں اور سرکش انسانوں کے علاوہ کائنات کا ہر ذرّہ آپ ﷺ کے نبی و رسول ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عظمت و برتری کا علم عطا فرمایا ہے۔

---

[54] (نسیم الریاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعظم لقدر النبی ﷺ، ج4 ص 54 الی 55، دار الکتب العلمیة، الطبعة: 2011)

[55] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الْبَابِ الرابع، فصل فِي الآيات فِي ضروب الحيوانات حَدَّثَنَا سِرَاجُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ أَبُو الْحُسَيْنِ، 312/1، دار الفکر، عام النشر: 1409 ھ 1988 م)

انتباہ: سرکش جنّات سے مراد وہی ہیں جو رسولِ اکرم ﷺ کے کمالات و فضائل کے منکر ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "جن اور وہابی" اور انسانوں میں سرکش تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کمالات کو سُن کر جل بُھن جاتے ہیں اور بے بس ہو کر شرک وبدعت کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔

ابرھہ کا اُونٹ باادب: اَبرہَہ ابن صباح اشرم جو شاہِ حبش نجاشی کی طرف سے یمن کا گورنر تھا اور صنعا(دارالخلافہ یمن) میں شاہِ حبش کا باج گُزار(خراج یا محصول ادا کرنے والا) ہونے کے باوجود خود کو مختار حاکم کہلاتا تھا جب اُس نے دیکھا کہ اَطراف و اَکناف سے لوگ مکّہ مکرمہ میں کعبہ معظمہ کی زیارت کے لئے نذر و نیاز اور تحائِف لے کر آتے ہیں چونکہ وہ بھی مذہبِ عیسوی کا زبردست مُبلّغ تھا کعبہ کی اِس قدر عظمت دیکھ کر اُس کی آتشِ حسد بھڑکی اُس نے فوراً صنعا میں سنگِ مرمر کا ایک عظیم الشان کلیسا(چرچ) تعمیر کرایا جس میں تصویرِ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نَصب کیا جب یہ سب کام مکمل ہو گیا تو اَہلِ یمن کو پہلے اُس کے طواف پر مجبور کیا۔

اَہلِ مکّہ نے جب کعبۃ اللہ کے مقابل میں کلیسائے یمن کو دیکھا تو زہید بن عَمرو مکی نے ایک دن موقع پا کر وہاں پہنچ کر پاخانہ کر دیا۔ اُنہی دنوں مکّہ معظمہ سے جانے والا ایک مسافر قافلہ جب صنعا کی طرف سے گزرا تو اُس کلیسا کے پاس ڈیرہ لگایا۔ رات کے وقت جب اَہلِ قافلہ نے آگ جلائی تو ایک چنگاری اُڑ کر اُس پر جا پڑی جس سے وہ جل کر خاک ہو گیا۔ جب اَبرہَہ نے اپنے تعمیر کردہ کلیسا کی یہ بے حُرمتی دیکھی تو سیخ پا ہوا اور دل میں آتشِ غضب بھڑکی۔ اُدھر شیطان لعین کا داؤ بھی چل گیا۔ اُس نے اَبرہَہ کو یہ سبق دیا کہ یہ سب شرارت اَہلِ مکّہ کی طرف سے ہے اِس لئے بہتر ہے کہ تم اُن کی عبادت گاہ کعبہ کو گرا دو۔

چنانچہ اَبرہَہ تدریسِ ابلیس(ابلیس کے دیئے ہوئے سبق) پر عمل کرتے ہوئے جنگی ہاتھیوں کے ساتھ اپنے سپاہیوں کا ایک اَنبوہِ کثیر(بڑی جماعت) لے کر اِنہدامِ کعبہ(کعبہ کو ڈھانے) کی نیّت سے چڑھ آیا راہ میں جو کچھ آیا برباد کر دیا۔ آخر جب یہ لشکر کعبہ معظمہ سے تین میل دور وادی محسر پہنچا تو اَبرہَہ کے محمود نامی ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔ پھر دوسرے ہاتھی پر سوار ہو کر بڑھنے کا قصد(ارادہ) کیا تو وہ بھی رک گیا آخر مجبوراً اُسی جگہ پڑاؤ ڈال دیا۔ عرب والوں نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھے تھے اِس لئے ہاتھیوں اور اُس بڑے لشکر کی سَطوَت و شوکت(رعب و دبدبہ) سے گھبرا کر اَہلِ مکّہ نے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں میں جا چُھپے۔ صرف حضرت عبد المطلب(حضور ﷺ کے جدامجد) اور اُن کے خاندان کے چند افراد وہ بھی اُن کے بیٹے اور پوتے تھے بس یہی ایک خاندان تھا جو مکّہ میں موجود رہ گیا تھا باقی سب بھاگ گئے۔

اُسی اَثناء(لمحے) میں اَبرہَہ کے لشکری اَہلِ مکّہ کے مویشیوں کے ساتھ حضرت عبد المطلب کے کچھ اُونٹ بھی ہنکا لے گئے تو خبر ہونے پر حضرت عبد المطلب تن تنہا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اَبرہَہ کے پاس پہنچے۔ اَبرہَہ نے جب اُس پیکرِ شرافت و نَجابت اور مُجسمۂ تقدّس وطَہارت کو اپنی طرف آتے دیکھا تو خَیر مَقدَم(استقبال) کے لئے باہر نکلا اور کمال تعظیم سے پیش آیا اور کہنے لگا کہیے حضرت! آپ کا نام کیا ہے اور کیا درخواست لے کر آئے ہو؟ تو اُس کے جواب میں اَشجعُ العَرب(عربوں میں سب سے بہادر) حضرت عبد المطلب نے فرمایا مجھے اَہلِ عرب "عبد المطلب" کے نام سے پکارتے ہیں اور یہاں آنے کی غرض یہ ہے کہ تیرے لشکری(سپاہی) میرے اُونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دے دو۔ اِس کے علاوہ اور کوئی درخواست نہیں ہے۔

یہ سُن کر اَبرہَہ نے نَخوت آمیز (تکبرانہ) قہقہہ لگایا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہونا چاہیے تمہاری قدیمی عبادت گاہ (جسے تم کعبہ کے نام سے موسوم کرتے ہو) کو گرانے کی غرض سے یہاں آیا ہوں اور:

تعجب ہے کہ تم ناچیز کا ذکر کرتے ہو نہیں کعبے کی فکر اُونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو

میں سمجھا تھا کہ کعبہ کو بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہو اور اُسے نہ گرانے کی درخواست کروگے مگر تم نے اپنے ذاتی مفاد کو پیش کیا۔

اَبرہَہ کی یہ بات سُن کر سرچشمۂ صَداقت نے نہایت مَتانَت (سنجیدگی اور وقار) سے جواب دیا کہ اُونٹ میرے ہیں اور کعبہ رب کا ہے اِس لئے۔

صداقت ہے یہی میں اپنی شے کا ذکر کرتا ہوں کہ میرا مال ہیں اُونٹ اس لئے میں فکر کرتا ہوں

حضرت عبد المطلب کا یہ مَتانَت آمیز (وقار اور سنجیدگی سے بھرپور) اور صَداقت اَنگیز (سچ ظاہر کرنے والے) جواب سنتے ہی اَبرہَہ نے اُونٹ واپس کر دیئے۔

نورِ حبیب خدا ﷺ: حضوراکرم ﷺ کا نور مبارک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پُشت سے آپ کی اولاد میں جلوہ گر ہوا۔وہ نور حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا اور اُسی نور کے مرکز کو ہاتھی نے سجدہ کیا: ببركة ذلك النور دفع الله تعالى شر أبرهة[56]

یعنی :اُسی نور مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اَبرہَہ شَر کو دفع کیا۔

محمود ھاتھی کا ادب: اَبرہَہ بادشاہ نے خانہ کعبہ کو شہید کرنے کی قسم کھائی کہ میں کعبہ کو گرادوں گا وجہ یہ ہوئی کہ اَبرہَہ بادشاہ نے ایک مکان صنعا میں تیار کیا کہ لوگ کعبہ کے بجائے اُس مکان کا طواف کریں تو یہ اُس کی حرکت کعبہ والوں کو اچھی نہ لگی۔ وہاں سے ایک آدمی صنعا میں آیا اور اُس نے اُس مکان کی بہت عزّت واحترام کیا اور اُس کی بہت دیکھ بھال کرتا۔ وہاں کے لوگ آپ کی اِس خدمت پر خوش ہوئے پھر وہ اُس کے اندر رہنے لگے۔ ایک دفعہ موقع ملا اُس مکان کے اندر اُس نے غلاظَت مَل دی اور پیشاب بھی کیا اور پھر کعبہ معظمہ کو واپس چل دیا جب کافروں نے اُس مکان کی حالت دیکھی تو کہنے لگے جس مکان نے پلیدی سے اپنی حفاظت نہیں کی وہ ہمیں خاک پاک کریگا اِسی لئے بدظن ہو گئے۔

اَبرہَہ بادشاہ نے جب اُس مکان کی یہ حالت دیکھی تو بہت غصّے میں آیا اَبرہَہ کی کعبہ پر چڑھائی اور فوج لے کر کعبہ شریف کو شہید کرنے کے لئے روانہ ہوا تو جب وہاں پہنچا تو وہاں کے اِرد گرد سے تمام مال اُس نے اپنے قبضہ میں کر لئے جن میں حضرت عبد المطلب کے دوسو (۲۰۰) اُونٹ بھی تھے۔ آپ اَبرہَہ کے پاس گئے جب اُس نے آپ کو دیکھا تو بہت بہت عزّت واحترام کیا اور عرض کی آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ نے فرمایا اُس مال میں میرے بھی دوسو (۲۰۰) اُونٹ ہیں وہ لینے آیا ہوں۔ اَبرہَہ نے کہا لے جاؤ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں کعبہ کو شہید کرنے کے لئے آیا ہوں میں نے تو سمجھا کہ آپ کعبہ کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جس کا گھر ہے اُس کی وہ خود حفاظت کریگا مجھے تو اپنے اُونٹ واپس کر دو۔"[57]

([56]) (الملل والنحل، الفصل الثاني: المحصلة من العرب، علومهم، 83/3، مؤسسة الحلبي)

([57]) (سیرت المصطفی، اصحاب فیل کا واقعہ 1/55، مکتبۃ المدینۃ، سن اشاعت 2008ء)

یہ کہہ کر آپ شہر میں تشریف لے گئے وہاں جاکر لوگوں کو بتایا کہ اَبرہَہ کافر اِس غرض سے یہاں آیا ہے کہ کعبہ کو شہید اور لوگوں کو قتل کر دے جب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات سنی تو ڈر گئے اور اپنا بچاؤ کرنے کے لئے پہاڑوں اور جنگلوں میں چلے گئے۔

اَبرہَہ بادشاہ نے بستیوں اور گاؤں کے لوگوں کا مال لوٹ لیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ میں جاکر دعا کی یااللہ یہ لوگ تیرا گھر شہید کرنے آئے ہیں اپنے گھر کی خود حفاظت فرما۔

جب صبح ہوئی تو اَبرہَہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ اِس طرح کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار فوج ہے اور تمام ہاتھیوں پر سوار ہیں۔ اُن میں ایک ہاتھی جس کا نام محمود تھا اُسے بہت سنگارا (سنوارا) اور سب کے آگے آگے تھا مگر جب اُس محمود نے کعبہ اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو سجدہ میں گر گیا اور کہنے لگا: السلام على النور الذي في ظهرك يا عبد المطلب[58]

یعنی: اے عبدالمطلب جو تیری پُشت میں نور ہے اُس پر میرا اسلام ہو۔

پھر تو محمود ایسا زمین پر بیٹھا کہ اُسے اٹھاتے مگر وہ اٹھتا نہیں۔ کافروں نے بہت کوشش کی مگر وہ نہ اُٹھا اُنہوں نے محمود کو مار کر اُٹھایا تو وہ بہت دور پیچھے چلا گیا جب اُس کو آگے لاتے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے جانور دریا سے نکل کر کعبہ کی طرف آتے ہیں اور آکر کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور پھر کافروں کی فوج کی طرف جاتے ہیں اور اُن کے پاس تین تین پتھر ہیں اور ہر پتھر پر ایک ایک کافر کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ اَبابیل پتھر اُس آدمی کو مارتے ہیں جس پر اُس کا نام لکھا ہے وہ پتھر اُس کو مارتا ہوا ہاتھی کو بھی ختم کر دیتا تھا۔ اِسی طرح اَبرہَہ کی تمام فوج ختم ہو گئی اور اَبرہَہ وہاں سے بھاگا اور نجّاشی بادشاہ کے پاس جا پہنچا اور کہنے لگا کہ میری تمام فوج ختم ہو گئی معلوم نہیں کہ وہ فوج کیسی تھی جس نے میری تمام فوج کو ختم کر دیا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرندہ ابابیل آیا اُس کے پاس اَبرہَہ کا پتھر تھا۔ جب اَبرہَہ نے اُوپر دیکھا تو کہنے لگا کہ سب ایسے جانور تھے جن کے حملہ سے میری فوج ختم ہو گئی۔ پھر اُس پرندے نے پتھر اَبرہَہ پر دے مارا جس سے اَبرہَہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہمیشہ کے لئے مِٹ گیا۔[59]

بادب مُوذِی: شاہ شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر دنیا کا زہریلے سے زہریلا بچھو بھی ڈنک مارنے کی مجال نہیں رکھتا۔ درگاہ شریف سے وابستہ اِحاطے میں ایک پُراسرار طاقت بچھو (غیر معمولی طاقت والے بچھو) کے ڈنک مارنے کی جَبلَت (طاقت) سَلب کر لیتی ہے۔ وہاں چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں بچھو رینگتے نظر آتے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ کسی کو گزند (نقصان) پہنچ سکے۔

بچھو کی پامالی: درگاہ کے زائرین کے پاؤں تلے اگر کوئی بچھو آبھی جائے تو بجائے اِس کے کہ وہ ردِّ عمل میں ڈنک مار دے مگر نہیں وہ پاؤں تلے آنے کی تکلیف تو گوارا کر لیتے ہیں مگر انسان کو کاٹتے نہیں۔ حضرت شاہ شرف الدین کا مزار امروہہ (بھارت) میں ہے جو معروف بھارتی شہر مراد آباد سے تقریباً پچاس (۵۰) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت شاہ شرف الدین کے مزار کے چاروں طرف ۵۲ ایکڑ زمین کے اندر اندر بچھو کسی انسان کو ڈنک نہیں مار

([58]) شرح الزرقاني، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، "عام الفيل وقصة أبرهة": 162/1، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الأولى 1417هـ 1996م
([59]) (سیرت المصطفیٰ، اصحاب فیل کا واقعہ ج 1 ص 54 الی 55، مکتبۃ المدینہ، سن اشاعت 2008ء)

سکتے۔ مقامی لوگ اُسے "امن کا علاقہ" قرار دیتے ہیں۔ بعض لوگ "برکت" اور مَنّت کے طور پر اَمن کے اُس علاقے سے کسی بھی بچھو کو اِس نیّت سے گھر لے جاتے ہیں کہ میں اتنی مدّت میں اِس بچھو کو دوبارہ مزار شریف پر چھوڑ دوں گا۔ مزار پر آنے والے سینکڑوں لوگ اِس حیرت انگیز واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ مُقرّرہ مدّت کے اندر اندر اگر بچھو کو دوبارہ درگاہ کی حُدود میں واپس نہ چھوڑا جائے تو یہ بچھو ڈنک مار دیتا ہے جس کا نتیجہ اکثر موت ہی نکلتا ہے۔ بچھو کی واپسی اکثر مزار کے سجّادہ نشین کے سامنے کی جاتی ہے۔

سجّادہ نشین: امروہہ کے اُس مزار کے سجّادہ نشین کا نام پیر سعید ہے جنہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حضرت شرف الدین کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے راقم سے مختصر ملاقات کے دروان بتایا کہ

"اِس وقت میری عمر ۷۲ سال ہے۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں آج تک کسی سے یہ شکایت نہیں سنی کہ درگاہ شریف کے اندر کسی بچھو نے کسی زائر کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہمارے جدِّامجد کی عظیم شخصیت کی وجہ سے اِس جگہ قائم ہے۔"

پیر سعید صاحب نے دوبارہ فرمایا: "اِرد گرد کے دور دراز علاقوں میں جہاں بھی کسی شخص کو زہریلا بچھو ملتا ہے تو وہ اُسے احتیاط سے پکڑ کر یہاں درگاہ شریف کے اِحاطے کے اندر چھوڑ جاتا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی اُس کی عادتیں بدل جاتی ہیں اُس کی فطرت اِس خاک میں پہنچتے ہی مُنقَلِب (تبدیل) ہو جاتی ہے۔"

جلوہ گری: پیر سعید صاحب ہی نے ہمیں بتایا کہ امروہہ کا نام ہمارے جدامجد شاہ شرف الدین ہی کی زبان سے سب سے پہلے نکلا تھا۔ سعید صاحب کے مطابق شرف الدین غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں تیرہویں صدی عیسوی کے وَسط (درمیان) میں عرب سے تشریف لائے تھے۔ اُن کا پہلا مَسکن (ٹھکانا) ملتان تھا پھر وہاں سے امروہہ منتقل ہو گئے۔ اُس زمانے میں امروہہ کا نام عزیز پور تھا مگر یہاں اُس زمانے میں سبزیاں نہیں ملتی تھیں جو اُن کی مَرغوب (پسندیدہ) غذا تھی لوگ اُن کے پاس حاضر ہوتے تو بطورِ خاص اُن کے لئے آم، رہُو مچھلی (جو زیادہ لمبی نہیں ہوتی) اور چاول کی مخصوص روٹی لاتے۔ شاہ صاحب تین سال تک مسلسل آم اور رہو مچھلی ہی پر گزارا کرتے رہے چنانچہ اُنہوں نے قصبہ عزیز پور کو "آم رہو" کہنا شروع کر دیا جو رَفتہ رَفتہ (آہستہ آہستہ) امروہہ میں بدل گیا۔

شاہ شرف الدین: اُن کے مزار کے مَتین و سنجیدہ مزاج سجّادہ نشین پیر سعید صاحب نے اپنے عظیم بزرگ شاہ شرف الدین سے وابستہ ایک اور واقعہ یوں سنایا کہ ہمارے بزرگ کے زمانے میں ایک اور صوفی بزرگ محترم شاہ نصیر الدین بھی امروہہ میں قیام پذیر ہوئے اور کسی بات پر دونوں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی تو شاہ نصیر الدین صاحب کی طرف سے بچھوؤں کا ایک غَول (لشکر) شاہ شرف الدین کی خانقاہ کی طرف بڑھا مگر شاہ صاحب کی برکت سے اُن کا زہر فنا ہو گیا۔ (یہی برکت آج تک جاری ہے۔)

گدھوں پر تَصرُّف: اِدھر اُس کے بدلے میں شاہ شرف الدین کی کرامت ہے اِرد گرد کے تمام علاقے کے گدھے شاہ نصیر الدین کی خانقاہ کے سامنے خود بخود کھڑے ہونے لگے مگر شاہ نصیر الدین کی کرامت سے کوئی گدھا خانقاہ شریف کے آس پاس گندگی نہ پھیلا سکا یہ برکت آج بھی جاری ہے۔ کوئی گدھا اُن کے مزار کے اِرد گرد گندگی نہیں کر سکتا اور اگر وہ اپنے مالک سے بچھڑ جائے تو اُن کے مزار کے آس پاس آ کر کھڑا ہو جاتا ہے جہاں سے اُس کا مالک آ کر اُسے لے جاتا ہے۔

علاقہ امن: جناب شرف الدین کے مزار مبارک پر مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں کی بھی ایک کثیر تعداد زندگیوں میں امن وسکون اور برکت حاصل کرنے کے لئے شب وروز حاضر رہتی ہے۔(روزنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور دسمبر ۱۹۹۱ء) سبحان اللہ

فائدہ: (بندگانِ خدا) اَولیاء کرام کی کرامات وتَصُّرفات کے کیسے کمالات ہیں اور جب غلاموں کی یہ شان ہے تو آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اختیارات وتَصُّرفات کا کیا شمار ہوسکتا ہے۔

چاہیں تو اِشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں عالَم کی　　　یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہو گا

اُویسی غُفِرلہٗ: یہی واقعہ فقیر کو مولانا الحاج محمد انصار اللہ صدیقی ساکن امروہہ مُقیم لندن (انگلینڈ) نے بھی سنایا فرمایا ہم اُسی شہر کے باسی (باشندے) ہیں یہ ہمارا آنکھوں دیکھا روزانہ کا حال ہے۔

آخری گزارش: فقیر نے مُوذِیوں کے چند نَمونے عرض کئے ہیں بِالاِستِیعاب (ایک ایک جزو کا احاطہ کرتے ہوئے) واقعات جمع کئے جائے تو ضَخیم تصنیف ہو جائے لیکن مُشتے نَمونہ (ذراسی مثالیں) ضرورت کے لحاظ سے اَہلِ فَہم یقین کریں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ادب میں ہی نجات ہے بے ادب کتنا ہی نیک اور مُتقی وپرہیز گار ہو وہ جہنم کا ایند ھن ہے۔ اِسی لئے ہماری گزارش ہے کہ اَہلِ اسلام انبیاء واَولیاء کے ادب اور اُن سے عقیدت ومحبت کو اوڑھنا بچھونا اور اپنی اولاد اور متعلقین اَقرباء (رشتہ داروں) دوستوں کو بھی اِسی کا پابند بنائیں۔ اِسی میں نجات ہے ورنہ قیامت تک ٹھوکریں کھاتے پھروگے کہیں جگہ نہ ملے گی۔

وماعلینا الا البلاغ

فقط والسلام

عندی ھذاالجواب واللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بالصواب

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۱۷ شوال ۱۴۲۰ھ، ۲۵ جنوری ۲۰۰۰ء گیارہ بجے دن سہ شنبہ (منگل)